

اللہ پر حسنِ ظن

حدیثِ قدسی ہے: «أَنَا عِنْدَ حُسْنِ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيُظَنِّ بِي مَا شَاءَ» یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ مجھ پر جیسا گمان اور یقین رکھے گا میں اُس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کروں گا۔ چنانچہ اس بات میں کوئی شک ہی نہیں کہ اللہ پر حسنِ ظن اور اچھا یقین نیکی اور حسنِ عمل کے بعد ہی ہو سکتا ہے، کیوں کہ نیکی کرنے والا ہی اپنے رب پر یقین رکھتا ہے کہ وہ اُسے نیکی کا اچھا بدلہ دے گا، اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا اور اُس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

اس کے برعکس معاصی و کبائر کا مرتکب شخص اللہ پر کس طرح حسنِ ظن کر سکتا ہے؟ جس طرح کہ مشاہدہ ہے کہ بھگوڑا غلام جو اپنے مالک کے دائرہ اطاعت سے بھاگ نکلے وہ اپنے مالک کی ملاقات اور اُس کا سامنا کرنے سے خائف ہوگا، اس میں وحشت محسوس کرے گا نہ کہ خوش گمان ہوگا۔

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر حسنِ ظن حسنِ عمل کے بغیر بے کار ہے بلکہ نفس کا دھوکا اور محض خوش فہمی ہے۔ خواہشات کی اتباع اور نفس کی پیروی کے ساتھ اللہ عز و جل پر اچھا گمان کرنا اور اچھے انجام کا یقین کرنا حماقت اور عجز و در ماندگی سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ سنن ترمذی اور مسند احمد میں بروایت حضرت شہداء بن اوس رضی اللہ عنہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: «الْكَيْسُ مَنْ ذَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ» یعنی عقل مند وہ جس نے نفس کو اللہ کی اطاعت میں لگایا اور مابعد الموت کے لیے محنت کی۔ البتہ وہ شخص عاجز و در ماندہ ہے جس نے نفس کو اُس کی خواہشات کے پیچھے چلایا اور

اللہ پر امیدیں لگائے بیٹھا رہا۔ [الجواب الکافی للامام ابن قیم الجوزیہ - ترجمہ: حافظ عبد الوحید]

اخلاص نیت اور اصابتِ عمل

حضرات! ہم سب جمع ہوئے ہیں کہ اپنے گم کردہ مقصد کی جستجو کریں۔ اس لیے ضروری ہے کہ حکمتِ الہی نے تمام اعمال کی کامیابی کے لیے جو شرائط مقرر کر دی ہیں، وہ اس عمل کی کامیابی کے لیے بھی ضروری ہوں، پس ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ مقصد کی جستجو سے پہلے خود اپنے اندر ان شرائط کی جستجو کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قوتیں عطا کی ہیں۔ دماغ دیا ہے جو ارادہ کرتا ہے اور اعضا و جوارح دیے ہیں جو اُس ارادے کو عمل میں لاتے ہیں۔ پس ہر انسانی عمل کی کامیابی کے لیے قدرتی طور پر دو باتیں ضروری ٹھہریں: ارادہ کا صحیح ہونا، اور فعل کا صحیح طریقہ پر انجام پانا۔ دنیا کا کوئی عمل نہیں جو ان دو شرطوں کے بغیر وجود میں آ سکے۔ علوم و اخلاق میں ان ہی دو حقیقتوں کو مختلف ناموں سے تعبیر کیا ہے۔ عزم، منصوبہ، تصور، اعتقاد وغیرہ سب سے وہی حقیقت مراد ہے جو افعال سے پہلے وجود میں آتی ہے، اور افعال کے لیے بمنزلہ علت و سبب کے ہوتی ہے۔ جب تک وہ صحیح نہ ہوگی، فعل بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ بریڈ لاہال کی عمارت ہے جس میں ہم سب آج مجتمع ہوئے ہیں۔ یقیناً اس کی دیواریں اور محرابیں ہاتھوں نے چنیں اور اینٹ گارا بنا کر تیار کی گئیں لیکن کیا یہ سب کچھ وجود میں آ سکتا، اگر معمار اور انجینئر کے دماغ میں پہلے اس کا صحیح نقشہ، ارادہ و تصور کی حالت میں نہ کھینچ جاتا۔ پہلے یہ ہال انجینئر کے دماغ میں بن چکا، تب کہیں جا کر اس زمین پر وجود میں آیا۔ اسی حقیقت کو شریعت نے ایک جامع اصطلاح نیت اور عمل سے تعبیر کیا ہے، اور ایمانیات و عبادات کو ان ہی دو حقیقتوں کی تصحیح و اصلاح سے مرکب کیا ہے۔ نیت دماغ کا ارادہ اور دل کا یقین و اعتقاد ہے اور عمل اس کا ظہور ہے جو ظاہر میں مرتب ہوتا ہے۔ پس شریعت بتلاتی ہے کہ تمام کاموں کی کامیابی کے لیے پہلی شرط نیت کی تصحیح اور درستی ہے یہی اصلی جڑ ہے، باقی سب شاخیں ((انما الاعمال بالنیات)) اور ((لکل امرئ ما نوى فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كان هجرته لدنيا يصيبها او امرأة يتنزهها فهجرته الى ما هاجر اليه)) فقہ الامۃ حضرت امام بخاری نے اسی لیے اس جامع الکلم کو اپنی جامع صحیح کا سرنامہ و عنوان قرار دیا کیوں کہ تمام اعمال کی بنیاد اور تمام ایمانیات و عبادات کی اصل یہی قانونِ الہی ہے اور اس لیے جو کچھ بھی اُس کتاب میں روایت کیا گیا ہے، گویا وہ سب کا سب اسی کی شرح اور اسی اجمال کی تفصیل ہے۔

حضرات! آپ نے اپنے بزرگانہ لطف و کرم سے جو خدمت میرے سپرد کی ہے، میں اس کی انجام دہی میں خیانت کروں گا، اگر اس حقیقت کی طرف سب سے پہلے آپ کو توجہ نہ دلاؤں کہ اس کی راہ کی سب سے پہلی شرط نیت کا اخلاص ہے اور ہر اس قلب پر فلاح و کامیابی کی لذت حرام ہے جو اخلاص کی نیت دولت سے محروم ہو۔ اخلاص نیت سے مقصود یہ ہے کہ جو کام کیا جائے اس سے مقصود صرف ادائے فرض ہو، اور اللہ اور اس کی مرضات ہوں ﴿ومن الناس من يشعري نفسه ابتغاء مرضات الله﴾ غرض، نفس اور ذات کی خواہشوں اور آلودگیوں کو اس میں دخل نہ ہو۔

قرآن حکیم نے جا بجا انبیائے کرام علی نبیائہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ ہمیں بتلایا ہے کہ خدمتِ انسانی اور دعوتِ امت کی راہ میں ان کا اعلان کیا تھا؟ ﴿ما اسئلكم عليه من اجر ان اجرى الا على الله﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت امام دارمی نے روایت کیا ہے کہ ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِي كُلَّهُ صَالِحًا، وَاجْعَلْهُ لَوْجِيَّكَ خَالِصًا، وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيهِ شَيْئًا!

[مولانا ابوالکلام آزادؒ۔ پیغامِ مکتبہ، ۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء]

فہرست

1	اللہ پر حسن ظن	جواہر پاریے
2	اخلاصِ نیت اور اصابۂ عمل	کلمۂ طیبہ
5	(حافظ احمد شاکر)	اداریہ
7	(مولانا حافظ عبدالاعلیٰ)	علومِ تفسیر
13	(حافظ ثناء اللہ خان مدنی)	احکام و مسائل
17	(مولانا عبداللہ سرور)	تحقیق و تنقید
21	(عطا محمد جنجوعہ)	نقطۂ نظر
25	(ابراہیم خلیل)	تذکرہ علمائے اہل حدیث
31	(محمد رمضان یوسف سلفی)	یادِ رفتگان
33	(محمد سلیم چنیوٹی)	تبصرۂ کتب
35	(شورش کاشمیری)	شعر و ادب

رحمت عالم اور مومنین

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبة: ۱۲۸]

”یقیناً تمہارے پاس ایک پیغمبر ﷺ تمہیں میں سے آئے ہیں کہ جو چیز تم پر گراں اور مشکل ہے وہ ان پر بھی بھاری ہے۔ وہ تم سے بہت زیادہ محبت رکھنے والے ہیں۔ مومنوں پر شفقت و رحمت کرنے والے ہیں۔“

شان پیغمبر ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ»

[مسلم: ۵۹۲۴]

”میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کا سردار ہوں گا اور پہلا وہ شخص ہوں جس سے زمین پھٹے گی اور تمام انسانوں کے لیے اللہ کے دربار میں پہلا سفارش کرنے والا ہوں اور پہلا وہ شخص ہوں جس کی سفارش قبول کی جائے گی۔“

20 26 اپریل 2007ء..... (472)..... کیم ربیع الثانی 1427ھ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ایک مسلمان آدمی کی بیمار پرسی کی جو بہت کمزور اور ضعیف ہو گیا تھا۔ وہ چڑیا کے بچے کی طرح ہو چکا تھا آپ نے اس سے پوچھا تم اللہ سے کچھ دعایا سوال کرتے ہو اس نے کہا، جی ہاں میں یہ کہتا ہوں: ”اے اللہ تو نے مجھے جو سزا بھی آخرت میں دینی ہے وہ دنیا میں ہی دے دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ تم نے یوں کیوں نہ کہا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔“

”اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے بچالے۔“
تو اس شخص نے جب یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔

خطا معاف.....

حافظ احمد شاہ

اداریہ

مغربی عشوہ طراز کی کہہ مکر نیاں کوئی نئی بات نہیں۔ ہم مشرق کے لوگ محبت کرتے اور وعدے نبھاتے عمریں گزار دیتے اور زندگیاں تیاگ دیتے ہیں اور اتنے سادہ دل ہوتے ہیں کہ ہم کو ان سے ہے وفا کی امید جو نہیں جانتے وفا کیا ہے یہ ہے تو کمزوری ہمارے ایمان و ایقان کی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی نافرمانی کے سبب کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن حکیم کے بیشتر مقامات میں یہود و نصاریٰ اور کفار سے دوستی کو حکماً منع فرمایا خصوصاً انھیں رازدار بنانے سے روکا نیز یہ وضاحت بھی فرمادی کہ وہ..... کفار..... تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کرنے کے درپے ہیں۔ نیز اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا لیکن ہم نے کفار ہی کو دوست بنایا، ان پر ہی اعتبار کیا اور انھیں کو رازدار بنایا۔ مثلاً: پہلی کشمیر جنگ کی ناکامی ہم نے سہی، ۶۵ء کی جنگ میں ان کفار دوستوں کا کردار دیکھا، اے میں ان کے بحری بیڑے کی راہ دیکھتے دیکھتے ہماری آنکھیں پتھر اگئیں۔ اتنے تجربوں کے باوجود ۹/۱۱ میں وطن عزیز کے مقتدر لوگ جو اس کے رہن منت تھے کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اس کے بھڑے بلکہ دباؤ میں ایسے آئے کہ اس کی خوشنودنی طبع کی خاطر ہر وہ کام کر گزرے کہ عام حالات میں شاید وہ کبھی نہ کرتے۔ وانا، وزیرستان، باجوڑ جیسے واقعات ہو جانے کے بعد بھی ابھی تک وہ مطمئن نہیں ہو رہا حتیٰ کہ اب صدر گرامی کی اپنی رگِ عسکریت کی بیداری سے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ امریکا بہادر اگر اب بھی مطمئن نہیں تو پھر وہ..... نام نہاد..... دہشت گردی کے خاتمہ کی جنگ میں ہمارے حلیف ہونے کا معاہدہ ہی ختم کر دے۔

اس کی ان کہہ مکر نیوں، خود غرضیوں اور بے وفائیوں کی وجہ اصلاً تو یہ ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک کم و بیش ہمارے سارے حکمران اس صلیب کی گود میں بیٹھے رہے بلکہ اب تک بیٹھے ہیں جس صلیب سے ہمارے اکابر ایک صدی سے زیادہ عرصہ برسرِ پیکار رہے۔ وطن عزیز کے ہر دور کا ہر حکمران اپنے اقتدار کے لیے ہمیشہ امریکا کی طرف ہی دیکھتا رہا بلکہ اس ہی سے ملتی رہا۔ یہ امریکا کی بالغ نظری تھی اور ہے کہ جن حالات کے لیے اس کو جو نسا فرد بھایا اس نے اس کو نوازا..... یعنی کانا کرنا..... شروع کر دیا اور جب اس کے حسبِ منشا بساطِ رتبہ جاتی ہے تو وہ اپنا تیار کردہ نیا گھوڑا اس میں جوت دیتا رہا۔..... ۸۸ء کے بعد سے اب تک..... ہمارے مشاہدے کے مطابق اس نے وطن عزیز کو اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے طے کردہ ایجنڈے تک پہنچانے کی خاطر ہمارے لیے وہ اپنی پسند کے حکمران منتخب کرتا اور ان کو اقتدار سے نوازتا رہا اور ہر ایک کو اپنے ایجنڈے پہ چلاتا رہا تا آنکہ موجودہ حکمرانوں کے ہاتھ زمامِ اقتدار آ گئی۔

۹/۱۱ کے بعد امریکا نے نہتے افغانستان پر خود ساختہ مفروضوں کی بنیاد پر شب خون مارا، سو فیصد جھوٹی رپورٹوں کی بنا پر لاکھوں عراقی مسلمانوں کو تہ تیغ بھی کیا اور ابھی تک بش اپنی تسکینِ نفس کی خاطر امریکی ماؤں کے ہزاروں لعل مروا کر بلکہ ان کی نعشوں پہ کھڑا ہو کر عراق پر قبضہ جمائے بیٹھا ہے۔ ان دونوں اسلامی ملکوں میں اس کو حسبِ خواہش کارندے تو مل گئے لیکن ابھی تک اس کو کامیابی دور دور تک نظر نہیں آ رہی۔ ان مذکورہ بے چارے مسلمان ملکوں کی دیکھا دیکھی اس نے ایٹمی میدان میں اترنے والے برادرِ اسلامی ملک ایران پر بھی غرانا شروع کر دیا جب کہ وہ اس سے

پہلے شمالی کوریا کو بھی آنکھیں دکھانے کا شوق پورا کر چکا تھا۔ لیکن ایران نے مصالحت و مفاہمت کی ہر ممکن صورت کی پیش کش کی مگر اس بھرے ہوئے عالمی دہشت گرد کا غصہ ٹھنڈا ہی نہیں ہو رہا تھا تا آنکہ ایران نے جواب آں غزل دیتے ہوئے اپنے پروگرام پر عمل درآمد کا حتمی فیصلہ کر کے اعلان کر دیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے مسلمان حکمرانوں پر بھی کچھ رحم فرمایا تو انھوں نے بھی ایران سے رابطے بڑھائے اس کو حوصلہ دیا، خیالات کی غلیبیں کچھ پاٹیں، اختلافات کی برف کچھ پگھلی اور مسلم حکمرانوں نے مسلم امہ بن کر سوچنا، ملنا بیٹھنا اور فیصلے کرنے کی طرف توجہ دی اللہ بھلا کرے خادم الحرمین الشریفین ملک عبد اللہ بن عبد العزیز بن آل سعود حفظہ اللہ کا کہ انھوں نے عراق میں امریکی دغل اندازی کو عاصبانہ قبضہ قرار دے کر پوری مسلم امہ کی ترجمانی کر دی۔ ذرا غور کریں صرف اتنے سچ سے امریکا کی جبین شکن آلود ہو گئی۔ یہ سارے حالات دیکھتے ہوئے پاکستانی ہونے کی حیثیت سے ہمیں ایران پر بے پناہ رشک بھی آیا کہ اس نے اپنے ایٹمی پروگرام کی پیش رفت ہی سے جس اعتماد و جرأت کا مظاہرہ کر دیا ہمارے حکمران تو دھما کر لینے کے بعد بھی اس اعتماد، خودداری اور جرأت کے انعامات خداوندی سے محروم رہے۔ جب کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایمان و ایقان کی دولت سے جب نواز دے اور کوئی بھی مسلمان صدق دل کے ساتھ اس سے طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو یہ نعمت عطا فرماتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کی سچائی و حقانیت کے سامنے بڑے سے بڑا کفر بھی ہبا، منہوڑا ہو جاتا ہے جس کی تازہ مثال ہمارے سامنے ایران کی ہے۔

ہمارے..... امریکا کے لیے..... مخلص حکمرانوں نے دہشت گردی کی جنگ میں اتحادی ہونے کے ناطے سے وطن عزیز میں امریکا کے کہنے پر نام نہاد القاعدہ کے نام پر سینکڑوں مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ گرفتاریاں، اور تعذیب و ایذاء کے علاوہ وزیرستان کے علاقہ میں سینکڑوں مسلمانوں کے قتل ہو جانے کے باوجود امریکا ہل من مزید کی رٹ لگا رہا ہے۔ گزشتہ دنوں صدر گرامی کے علاوہ جناب وزیراعظم نے بھی امریکا کے ساتھ لہجہ بدلتے ہوئے امریکا کو مشورہ دیا کہ وہ ہم پر ایسے الزامات نہ لگائے جس سے تعلقات خراب ہونے کا امکان ہو۔

حالیہ عدالتی بحران سے وطن عزیز جن مشکلات میں آن گھرا ہے وہی کچھ کم نہ تھا کہ لال مسجد اسلام آباد کے علمائے کرام کی نفاذ اسلام کے اعلان اور جامعہ حفصہ کی طالبات کا لائبریری پر قبضہ ایسے پیچیدہ اور نازک مسئلے سے حکمران بہت آزمائش میں ہیں۔ خطا معاف! صدر گرامی اور جناب وزیراعظم کے بدلتے لہجے سے توقع رکھتے ہوئے ایک گزارش کرنے کو ہمارا دل چاہ رہا ہے کہ صدر گرامی اب ہرچہ بادا باد امریکا سے کہہ دیں

باز آئے ہم اس محبت سے اٹھا لو پاندان اپنا

یعنی اس رسوا کن اتحاد سے الگ ہونے کا نعرہ مستانہ لگا کر بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہو جائیں اور عہدہ صدارت سے مستعفی ہو کر اگر نفاذ اسلام کے اعلان کے لیے حالات سازگار نہ ہوں تو کم از کم ۱۹۷۳ء کا آئین ہی بحال کر دیں اور اسی بنیاد پر نئے انتخابات اور آئندہ کی حکومت کی تشکیل کا اعلان کر دیں۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اللہ تعالیٰ سے نصرت و امداد کی دعا کرتے ہوئے ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف اس ایک مومنانہ نعرے سے من حیث القوم ہم سب کے گناہ بھی معاف کر دے گا اور وطن عزیز کی زمین سونا گلنا شروع کر دے گی اور آسمان سے ہن برسنے لگے گا۔

ولو ان اهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليكم بركات من السماء والارض [المائدہ ۹۶]

”اور اگر لوگ ان بستیوں کے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے البتہ کھولتے ہم اوپر ان کے برکتیں آسمان سے اور زمین سے“

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

مطالعہ سورہ نور

مولانا حافظ عبدالاعلیٰ، خطیب بریڈ فورڈ (برطانیہ)

کو سلام نہ بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے، توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔ اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ جاؤ، یہی بات تمہارے لیے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔“ [النور: ۲۷، ۲۸]

ان احکامات کا پس منظر

جاہلیت میں لوگوں کا ایک دوسرے کے گھروں میں بے تکلف، بغیر اجازت اور بغیر اطلاع کئے گھس آنا معمول تھا جس سے عموماً گھر والوں کو پریشانی اور ایذا پہنچتی تھی۔ اس میں اور بھی بہت سی قباحتیں تھیں جس کا علاج قرآن کریم نے یہ تجویز کیا کہ گھروں میں اس طرح بلا تکلف گھس جانے اور بغیر اطلاع آنے جانے کو بند کر دیا جائے۔ اجنبی مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی دید سے اور آزادانہ میل جول سے روک دیا جائے۔ عورتوں کو ایک قریبی حلقے کے سوا غیر محرم رشتہ داروں اور اجنبیوں کے سامنے زینت کے ساتھ آنے سے منع کر دیا جائے۔ قہر گردی اور عورتوں اور مردوں کا بے نکاح رہنا وہ بنیادی اسباب ہیں جن سے اجتماعی ماحول میں ایک غیر محسوس شہوانیت ہر وقت جاری و ساری رہتی ہے۔ جس کی بدولت لوگوں کی آنکھیں، ان کے کان، ان کی زبانیں، ان کے دل سب کے سب کسی واقعی یا خیالی سینڈل میں پڑنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں

اسلام میں پرائیویسی کا لحاظ

ہمارے دین نے انسانی تہذیب و تمدن کے وہ اعلیٰ اصول و اخلاق بتائے کہ جن کا پہلے کوئی تصور تک نہ تھا۔ ہر شخص کی پرائیویسی کا حق

منفی پروپیگنڈے کرنے والوں کی مثال

مسند احمد میں ہے کہ ”جو شخص بہت سی باتیں سننے پھر ان میں سے جو سب سے خراب ہوں اسے بیان کرے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بکریوں والے سے ایک بکری مانگے وہ اسے کہے جا اس ریوڑ میں سے جو تجھے پسند ہے لے لے اور وہ ریوڑ کے کتے کا کان پکڑ لے جائے۔“

اسباب فتنہ کا سد باب

پچھلی آیات میں زنا، بہتان، اشاعت فحش و دیگر انتہائی سنگین جرائم کی مذمت بیان کی گئی، اب ان اسباب کا قلع قمع کیا جا رہا ہے کہ جو اس فساد کا سبب بنتے ہیں۔ ان میں سب سے بنیادی چیز بدنگاہی ہے، جس کا ایک نمونہ لوگوں کے گھروں میں بلا تکلف اور بلا اذن آنا جانا ہے۔ ظاہر ہے کہ تمدنی زندگی میں ایک انسان کو دوسرے کے گھر جانے کی ضرورت قدم قدم پر لاحق رہتی ہے۔ اسلام نے سوسائٹی کو ہر قسم کی بے راہروی سے بچانے کے لیے اس آزاد روی کو کنٹرول کرنے کے چند ضابطے متعین فرمائے ہیں۔ ان کی پابندی کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ گھروں کے اندر بدنگاہی اور شیطان کو در اندازی کی راہ نہ ملے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۚ هَٰذَا أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝﴾

”اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک گھر والوں کی رضا مندی نہ لے لو، اور ان

تسلیم کیا ہے۔ اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر اس میں خلل انداز ہونا جائز نہیں ہے۔ کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا، یا جھانکنا، باہر سے نگاہ ڈالنا، اور اسی طرح کے دوسرے معاملات کی ٹوہ لگانا ان میں بے جا داخل دینا جائز نہیں رکھا۔ دوسرے کا خط اس کی اجازت کے بغیر پڑھنا وغیرہ۔

جہاں اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں

یہ سارے احکام آباد گھروں میں داخل ہونے کے ہیں۔ لیکن وہ جگہیں جہاں کوئی رہائش پذیر نہ ہو۔ کرائے پر چڑھانے کے لیے چھوڑ رکھے ہوں۔ اسی طرح ہوٹل سرائے، مہمان خانے، دوکانیں، مسافر خانے اور گودام وغیرہ جہاں لوگوں کے لیے داخلے کی عام اجازت ہو۔ ان مقامات پر داخل ہونے کے وہ آداب نہیں ہیں۔

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ﴾
 ”البتہ کوئی حرج نہیں ہے کہ ایسے غیر آباد گھروں میں داخل ہو جاؤ جہاں تمہارا کوئی فائدہ ہو، اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔“ [النور: ۲۹]

اہل ایمان کو غرض بصر کا حکم

آیت ۳۰ میں اور اس کے بعد ان احکامات کا تذکرہ کیا گیا جو اسی سے متعلق تھے۔ یعنی بد نگاہی نہ گھروں میں روا ہے نہ ہی پبلک مقامات پر۔ ارشاد ہوا:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ [النور: ۳۰]

”اے نبی مومنوں سے فرما دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔“
 غرض بصر کا عام طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے: نظریں نیچی رکھنا۔ لیکن

اس سے قرآن کا مفہوم پورا نہیں ہو سکتا۔ خاص طور پر یورپی ممالک میں تو اس سے فتنہ دوچند ہو جاتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خالق کائنات کے کلام میں کوئی جھول ہو، اس لیے اس کا اصل مفہوم و مقصود نظروں کی حفاظت ہے اور انہیں غیر محل پر جانے سے روکنا ہے۔

عورتوں کو بھی اجنبی مردوں سے غرض بصر کا حکم

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ النَّبِيِّنَ غَيْرَ أُولَئِكَ﴾
 ”اور اے نبی مومن عورتوں سے فرماؤ کہ وہ بھی اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں ماسوائے اس کے جو ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے خاوند، باپ، خاوندوں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں۔ اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں، وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ ان کی چھپی زینت، اس کا معلوم ہو جائے۔ اے مومنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پاسکو۔“

ہے اسی طرح لونڈیوں سے فحش پیشہ کرانے کی شدت سے ممانعت کر دی گئی ہے تاکہ اسلامی معاشرہ مکمل طور پر پاک و صاف بن جائے۔

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۖ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ [النور: ۳۲-۳۴]

کائنات میں ساری روشنی اللہ کے نور سے ہے

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكُوَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۚ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۚ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ لَا يَكَاذُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ فِي بَيْتٍ أَدْنَىٰ اللَّهِ أَنْ تَرَفَعَ وَ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ لَا يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْعُدْوِ وَالْأَصَالِ ۝ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۚ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ ۖ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَ وَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فُوقَهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَوْ كَظُلُمٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمٌ ۖ فَوْقَ ظُلْمٍ ۖ فَوْقَ ظُلْمٍ ۖ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكْدِ يَرَاهَا ۗ وَاللَّهُ لَمَّا يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ﴾ [النور: ۳۵-۴۰]

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے

ترمذی میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی گھر میں داخل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے پردہ کرو اِحْتَجِبَا مِنْهُ انہوں نے عرض کیا یہ تو نابینا ہیں نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ پہچان سکتے ہیں۔

”يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَسَّيْ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تم تو نابینا نہیں ہو تم تو دیکھ سکتی ہو۔

”أَفْعَمِيَا وَإِنْ ائْتَمَّا، اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِ۔“

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تصریح کرتی ہیں کہ یہ واقعہ اس زمانے کا ہے

جب پردے کا حکم آپ کا تھا: وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أَمَرَ بِالْحِجَابِ

[ترمذی، احمد، ابوداؤد]

گویا غرض بصر کا حکم مرد عورت دونوں کیلئے ہے۔ لیکن عورتوں کے لیے اتنی سختی نہیں ہے کیوں کہ وہ مرد سے برعکس عموماً اقدام میں پہل نہیں کیا کرتیں۔ اس کے مقابلے میں مرد کسی چیز کو دل پہ لگا لینے کے بعد اس کے حصول میں پیش قدمی کر لیتا ہے۔ اور بہ نسبت عورت کے وہ ازدواجی معاملات میں آزاد بھی ہے۔ اگرچہ دونوں کے بارے میں حکم کی نوعیت مختلف ہے تاہم یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کہ عورتیں اطمینان سے مردوں کو گھوریں اور ان کے حسن سے آنکھیں سینکیں۔ اس لیے مرد کے لیے غرض بصر کا حکم اولیں حیثیت رکھتا ہے جب کہ عورت کے لیے اس کے علاوہ دیگر حفظ اخلاق کے قوانین بھی قرآن نے بیان کیے ہیں کہ وہ اپنی زیب و زینت کی نمائش کھلے بندوں سے نہیں کر سکتی۔ پھر ان رشتوں کا ذکر کیا گیا جن کی موجودگی میں حجاب کی ضرورت نہیں ہے۔

بے نکاحوں کے نکاح کر دینے کا حکم

آیت ۳۲-۳۴ میں بیوہ عورتیں ہوں یا جوان لڑکے لڑکیاں، لونڈیاں ہوں یا غلام، ان کے نکاح جلد کر دینے کی تاکید کی گئی ہے، تاکہ معاشرہ شیطان کی رخنہ اندازیوں سے محفوظ رہے۔ غلام کو آزادوں کی سطح پر لانے اور غلامی ختم کرنے کے لیے مکاتبت کی ہدایت کی گئی ہے اور مکاتبت کے خواہاں غلاموں کی مالی امداد کرنے کی ترغیب دی گئی

کے ہو۔ وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ شرقی ہے نہ غربی۔ خود وہ تیل ایسا نفیس و لطیف ہے کہ آپ سے آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ جسے چاہے، اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے، لوگوں کو یہ مثالیں اللہ بیان فرما رہا ہے، اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اس کے نور سے ہدایت پانے والے ان گھروں میں پائے جاتے ہیں جن کے ادب و احترام کا اور اللہ، کا نام وہاں لیے جانے کا حکم ہے، وہاں وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ جائیں گی۔ اس ارادے سے کہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے بلکہ اپنے فضل سے اور کچھ زیادتی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اس نے وہاں موجود پایا، جس نے اس کا حساب پورا پورا چکا دیا۔ اللہ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے۔ یا پھر اس کی مثال ان اندھیروں کی سی ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجودگی نے ڈھانپ رکھا ہو، پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں۔ الغرض اندھیرے ہیں جو اوپر تلے پے در پے ہیں۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ پائے، دراصل جسے اللہ ہی نور نہ بخشے اس کے پاس کوئی روشنی کہاں سے آئے۔

ان آیات کی حیثیت اس سورہ میں نیر تاباں کی سی ہے جس کا پرتو ساری سورہ کے تمام اجزا پر پڑ رہا ہے۔ یاد رہے کہ اسلام، قرآن دین اور شریعت سب اللہ کا نور ہے۔ ساری کائنات میں ہدایت کی روشنی اللہ ہی کے وجہ مبارک سے ہے۔ ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ نور سے مراد وہ چیز ہے جس کی وجہ سے اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ یعنی جو آپ

سے آپ ظاہر ہوا اور دوسری چیزوں کو ظاہر کرے۔ انسان کے ذہن میں نور اور روشنی کا مفہوم یہی ہے کہ کچھ نہ سوچنے کی کیفیت کا نام اندھیرا، تاریکی و ظلمت ہے اور اس کے برعکس جب کچھ بھائی دینے لگے اور ہر چیز ظاہر ہو جائے تو آدمی کہتا ہے کہ روشنی ہوگئی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیلئے لفظ نور کا استعمال اسی بنیادی مفہوم کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔

نور ہرے ایمان کی طرف دعوت

[آیت ۴۱-۴۶] ایمان و کفر کی حقیقت واضح کر دینے کے بعد ایمان باللہ کی دعوت دی جا رہی ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی ان صفات اور نشانیوں کی طرف توجہ دلائی جو شہادت دیتی ہیں کہ اس کائنات میں اس اللہ وحدہ لا شریک کا تصرف ہے، کسی اور کا اس میں دخل و عمل نہیں ہے۔ استدلال کے لیے آفاق کے دلائل پیش کیے گئے ہیں کہ اس کائنات میں مصرف حقیقی، صرف اللہ وحدہ لا شریک ہے۔ ہر چیز اس کی حمد و تسبیح کرتی ہے۔ اس وجہ سے انسانوں کا بھی فرض ہے کہ اس خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان لائیں، اس لئے ضروری ہے کہ عبادت و اطاعت میں کسی اور کو شریک کر کے اپنے آپ کو اس کے غضب کا مستحق نہ بنائیں۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْخَرُ لَكَ مِنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّیْرِ صَفٍّ ط کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَ تَسْبِيْحَهُ ط وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ اِلٰی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزِجُ سَحَابًا ثُمَّ یُؤْتِلُ فِیْنَهُ ثُمَّ یَجْعَلُهُ رُکَامًا فَتَرٰی الْوُذُقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۚ وَ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْ بَرَدٍ فِیْصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ یَّشَآءُ ط یَکَادُ سَنَا بَرْقُهُ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ یَقْلِبُ اللّٰهُ الْاَیْلَ وَ النَّهَارَ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَ اللّٰهُ خَلَقَ کُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَنْ یَمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَنْ یَمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَنْ یَمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ ط یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰیٰتِ مَبِیْنٰتٍ ط وَ اللّٰهُ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾ [النور: ٤٦-٤٧]

”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کی تسبیح میں مشغول ہے آسمان وزمین کی ہر مخلوق اور پر پھیلائے اڑنے والے کل پرند۔ ہر ایک کی نماز اور تسبیح اسے معلوم ہے، اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں اس سے اللہ خوب واقف ہے۔ زمین و آسمان کی باد شاہت اللہ ہی کی ہے اور سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادلوں کو دھیرے دھیرے چلاتا ہے، پھر اس کے ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے پھر انہیں تہ بہ تہ بادل کر دیتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے خول سے بارش کے قطرے ٹپکتے چلے آتے ہیں۔ وہی آسمان سے اولوں کے پہاڑ میں سے اولے برساتا ہے، پھر جنہیں چاہے ان سے نقصان پہنچائے اور جسے چاہے ان سے بچالیتا ہے۔ بادلوں سے نکلنے والی بجلی کی چمک آنکھوں کو گویا چند ہیا دیتی ہے۔ اللہ ہی دن اور رات کا رد و بدل کرتا رہتا ہے، آنکھوں والوں کے لیے تو اس میں یقیناً بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔ تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جانداروں کو اللہ نے پانی سے پیدا کیا ہے۔ کچھ پیٹ کے بل ریگتے ہیں، کچھ دو ٹانگوں پر، اور کچھ چار ٹانگوں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بے شک ہم نے روشن اور واضح آیات اتاری ہیں اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔“

اللہ و رسول کا ساتھ یکسوئی سے دو

[آیت ۴۷-۵۴] ان آیات میں خاص طور پر منافقین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کی یہ منقسم وفاداری کی پالیسی چلنے والی نہیں ہے، کہ اپنے مفاد کی حد تک تو وہ اللہ و رسول ﷺ کا کلمہ پڑھیں اور اگر کوئی بات ان کو اپنے مفاد کے خلاف نظر آئے تو اللہ اور رسول ﷺ کو چھوڑ کر اپنی من مانی کریں۔ اگر فوز و فلاح مطلوب ہے تو یکسوئی کے ساتھ رسول ﷺ کا ساتھ دیں ورنہ جس وادی میں بھگتنا چاہتے ہیں اس میں بھگتتے

پھریں، اللہ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اصل چیز ایمان و اطاعت ہے یَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا..... جھوٹی قسموں سے رسول ﷺ کو جُل دینے کی کوشش نہ کریں۔ رسول کا کام اللہ کے دین کو پہنچا دینا تھا، وہ اس نے پہنچا دیا۔ اب لوگوں کی ذمہ داری ہے ہر شخص اپنے اپنے انجام کو اچھی طرح سوچ لے۔

﴿وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ ط وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِبِينَ ۝ أَفَىٰ قُلُوبُهُمْ مَّرَضٌ أَمْ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ط وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ لَا تَقْسِمُوا ط طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ط فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ط وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ط وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ۝﴾

[النور: ٤٧-٥٤]

”منافق لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ان کے فرماں بردار ہوئے، پھر ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد بھی مکر جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ لوگ ہرگز ایمان والے نہیں ہیں۔ جب یہ اس بات کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے باہمی جھگڑے چکا دے تو بھی ان کا ایک فریق کتر جاتا ہے۔ ہاں اگر حق انہی کا نکلتا ہو تو بڑے مطیع و فرماں بردار بن کر رسول کی طرف چلے آتے ہیں۔ کیا

ان کے دلوں میں بیماری ہے؟ یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان کی حق تلفی کریں گے؟ بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی بڑے ظالم ہیں۔ ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کریں، اس کا خوف رکھیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔ بڑی پختگی کے ساتھ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا حکم ہوتے ہی نکل کھڑے ہوں گے فرما دو۔ بس قسمیں نہ کھاؤ تمہاری اطاعت کی حقیقت معلوم ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ فرما دو کہ اللہ کا حکم مانو، رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے، اور تم پر اس کی جواب دہی ہے جو تم کرو گے اور ان کا بوجھ انہی پر رکھا گیا ہے ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب اطاعت کرو گے۔ سنو! رسول کے ذمے تو صرف صاف پہنچا دینا ہے۔“

خلافت ارضی کا وعدہ ربانی

[آیت ۵۵-۵۷] میں رسول اللہ ﷺ کے راست باز ساتھیوں کو نہایت واضح الفاظ میں خلافت ارضی عطا کیے جانے کی بشارت دی ہے کہ تمہارے مخالفین اور دین کے اعداء تمہارا یا تمہارے دین کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ تمہیں خلافت ملے گی، جس طرح پہلے لوگوں کو دی جاتی رہی ہے۔ تم نماز کا اہتمام رکھو، زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ پوری دلجمعی کے ساتھ رسول کی اطاعت پر جے رہو اور جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خوف کی حالت کو امن و اطمینان سے بدل دے گا۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرُّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَا لَهُمْ النَّارُ ۖ وَلَيْسَ الْمَصِيرُ﴾
”اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو مومن ہوئے، اور نیک اعمال کیے، کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے ان کے حق میں وہ پسند فرما چکا ہے۔ اور ان کے خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا، بس وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے، اور اس کے بعد جو کفر کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔ نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے رسول کی فرماں برداری میں لگے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہرگز کافر یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو یقیناً

بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔“ [النور: ۵۵-۵۷]

اس ارشاد سے مقصود منافقین کو متنبہ کرنا ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو خلافت عطا فرمانے کا جو وعدہ کیا اس کے مخاطب وہ صادق الایمان مسلمان ہیں جن کے اخلاق و اعمال صالح ہوں، اللہ کے پسندیدہ دین کا اتباع کرنے والے ہوں اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو کر خالص اللہ کی بندگی و غلامی کے پابند ہوں۔ ان صفات سے عاری اور محض زبان سے ایمان کے مدعی لوگ نہ اس وعدے کے اہل ہیں اور نہ اس کے مصداق، لہذا وہ اس میں حصہ دار ہونے کی توقع نہ رکھیں۔ [جاری ہے]



- ①..... جعلی بل بنا کر دینا ناجائز ہے۔
- ②..... چھ دنوں میں آسان وزین کی تخلیق سے مراد۔
- ③..... قرآن میں اللہ تعالیٰ کے لیے جمع کے الفاظ کیوں آئے ہیں؟
- ④..... قرآن مجید کی کئی آیات منسوخ ہوئی ہیں؟
- ⑤..... نماز باجماعت میں بلند آواز سے آمین؟
- ⑥..... مساجد میں فحش تصاویر والے اخبارات کا مطالعہ
- ⑦..... معراج پر قلموں کے چلنے کی آواز کا کیا مطلب ہے؟
- ⑧..... زمین کو کناروں سے گھنٹانے کا کیا معنی ہے؟
- ⑨..... کیا بعض احادیث کا قرآن سے یا باہم تعارض ہے؟
- ⑩..... فرض نماز یا عیدین کی زائد تکبیرات میں رفع المیدین؟
- ⑪..... صحیح بخاری کی دو احادیث کی وضاحت۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ خان مدنی صاحب

(دھوکا) ہے، لہذا یہ منافع درست نہیں۔

سوال: آج کل بعض لوگ اخبارات کا (جن میں مردوزن کی تصاویر ہوتی ہیں) مساجد میں مطالعہ کرتے ہیں۔ جب انہیں کہا جائے کہ تصاویر ہیں اور مسجد میں تصویر منع ہے تو وہ نوٹ وغیرہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ کرنسی نوٹوں پر بھی تو تصاویر ہوتی ہیں۔ کیا مساجد میں ان اخبارات کا مطالعہ گناہ کے زمرے میں آتا ہے؟ مطالعے کے شوقین یہ بھی دلیل دیتے ہیں کہ حدیث میں ساری زمین کو مسجد قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے مسجد میں اخبارات پڑھنا ٹھیک ہے، کیا یہ دلیل صحیح ہے؟

جواب: مسجد میں تصویروں والا اخبار پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ نوٹوں پر تصاویر کا معاملہ مجبوری کے ضمن میں آتا ہے، جس میں مواخذہ نہیں، قاعدہ ہے کہ ”الضُرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ“

سن آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے وقت کعبہ کو بتوں سے صاف کیا گیا لیکن سن سات ہجری میں آپ ﷺ نے صحابہ کی معیت میں عمرہ اس حالت میں کیا کہ وہ مورتیاں اس میں موجود تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں مجبوری ہو اور بس کی بات نہ ہو وہاں یہ ممانعت نہیں، یہی معاملہ کرنسی نوٹوں کا ہے۔

پھر ساری زمین کا مسجد ہونا صرف نماز پڑھنے کے جواز کے اعتبار سے ہے، حکماً مسجد نہیں؛ کیوں کہ بالفعل مسجدوں کے اور عام زمین کے

سوال: ہمارا مرجان ٹولنگ کرافٹ کے نام سے موٹر سائیکل انجن کے پارٹس بنانے کا ادارہ ہے جو حکومت پاکستان سے واحد منظور شدہ ادارہ ہے۔ ہم نے پاکستان میں موٹر سائیکل بنانے والے جتنے بھی ادارے ہیں ان سے رابطہ کیا ہے۔ وہ ہم سے سپئیر پارٹس خریدنے کے لیے تیار نہیں ہیں جب کہ حکومت پاکستان نے کسی بھی موٹر سائیکل بنانے والے ادارے کو صرف ابتدائی چھ ماہ کے لیے باہر سے سپئیر پارٹس منگوانے کی اجازت دی ہے، اس کے بعد ہر ادارہ باہر سے سپئیر پارٹس غیر قانونی طور پر منگواتا ہے اور اس کو قانونی طور پر ثابت کرنے کے لیے کہ ”یہ پارٹس ہم نے پاکستان میں قائم کردہ ادارے سے خریدے ہیں۔“ وہ ہم سے صرف اور صرف بل مانگتے ہیں۔ آیا ان کو بگس بل دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: بگس بل بنا کر دینا جائز نہیں ہے، صحیح حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ عَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي﴾ (صحیح مسلم)

”جس نے دھوکا دیا وہ میرے طریقے پر نہیں۔“

سوال: ہمارے ادارے کا نام استعمال کرنے پر ہمارے لیے ان سے منافع لینا جائز ہے یا نہیں؟

[احمد ندیم خواجہ، مرجان ٹولنگ کرافٹ، لاہور]

جواب: آپ کے ادارے کا نام استعمال کرنے میں چوں کہ تدلیس

احکام مختلف ہیں، مسجدوں کو زمین پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق (یعنی اصولاً غلط) ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔

سوال ①: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ ہم نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا تو چھ دن سے کیا مراد ہے؟

جواب: چھ دنوں میں اختلاف ہے۔ ایک قول میں دنیا کے دن مراد ہیں جب کہ دوسرے قول میں آخرت کے دن مقصود ہیں۔ مجاہد کا قول یہی ہے۔ [فتح القدیر شوکانی ۴/ ۵۰۸]

قيل هذه الايام من ايام الدنيا وقيل من ايام الاخرة

[زبدة التفسير، ص: ۲۰۱]

حقیقت حال اللہ بہتر جانتا ہے لیکن ظاہر دنیاوی دن ہیں کیوں کہ قرآن عربوں کے فہم کے مطابق نازل ہوا ہے۔

سوال ②: بخاری شریف میں ہے کہ جب پیغمبر اسلام معراج پر گئے تو وہاں انھوں نے قلم چلنے کی آواز سنی۔ پوچھا یہ ہے کہ وہ کس کا قلم چل رہا تھا؟ اور اللہ کے رسول ﷺ کو اس کی آواز کیسے سنائی دی؟ اس کی تفصیل سے آگاہ فرمادیں!

جواب: اس سے مراد وہ فیصلہ جات ہیں جو فرشتے رقم کر رہے تھے۔ چنانچہ فتح الباری میں ہے:

”والمراد ما تكتبه الملائكة من أقضية الله

سبحانه وتعالى -“ [فتح الباری: ۱/ ۴۶۲]

اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو قلمیں چلنے کی آواز سنائی۔ آپ نے سن لی۔

﴿لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ [الطلاق: ۱۲]

”تا کہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کو اپنے علم سے احاطہ کیے ہوئے ہے۔“

سوال ③: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے لیے جمع کا لفظ یعنی نَحْنُ

استعمال کیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ جب کہ علمائے لغت کے مطابق قدیم عربی زبان میں واحد کے لیے جمع کا لفظ استعمال نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ہم کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے جب کہ اللہ واحد ہے؟

جواب: بلاشبہ اللہ اکیلا ہے، معبود برحق ہے لیکن بعض دفعہ اپنے لیے صیغہ جمع حاکمیت اور اظہار قدرت وغیرہ کے لیے استعمال فرماتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ﴾ [الانبیاء: ۲۳] ”وہ جو کام کرتا ہے اُس کی پرسش نہیں ہوگی اور جو کام لوگ کرتے ہیں اس کی ان سے پرسش ہوگی۔“

بندوں کو حتی المقدور اللہ کے لیے جمع کے صیغہ استعمال کرنے سے احتراز کرنا چاہیے تاکہ توحیدی پہلو میں فرق نہ آئے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں پوری نماز میں نبی ﷺ کی دعائیں لفظ واحد سے ہیں جیسا کہ دعا ”رب اغفر لی وارحمنی واهدنی“ اور دعائے استفتاح ”اللهم اغسلنی من خطایای.....“ ہے۔

[زاد المعاد: ۱/ ۲۶۳، ۲۶۴]

جہاں تک بندوں کا آپس میں بات چیت کا تعلق ہے تو اس میں صیغہ جمع کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ لفظ السلام علیکم وعلیہم السلام اس امر کی واضح دلیل ہے۔ مخاطب چاہے ایک ہو یا زیادہ صیغہ جمع کا سب پر اطلاق ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ المصابیح [۳/ ۱۳۱۸، طبع مکتب اسلامی] لہذا قدیم عربی زبان کا حوالہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، شرعی دلیل سب سے محکم ہے۔

سوال ④: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ ہم زمین کو اس کے

کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کفر دن بدن کم ہوتا جائے گا اور اہل اسلام کا غلبہ ہوگا۔ کسی نے کہا دیہات ویران ہوئے جاتے ہیں، کسی نے کہا کہ جانیں اور پھل اور میوے ضائع ہو رہے ہیں اور قرطبی نے کہا حکم رانوں کا ظلم مراد ہے، ان کے ظلم کی وجہ سے زمینی اور آسمانی برکات

ناپید ہوتی جائیں گی۔ [۹/۳۳۴] مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

”زمین میں ہر طرف ایک غالب طاقت کی کارفرمائی کے یہ آثار نظر آتے ہیں کہ اچانک کبھی قحط کی شکل میں اور کبھی وباء کی شکل میں، کبھی سیلاب کی شکل میں، کبھی زلزلے کی شکل میں، کبھی سردی یا گرمی کی شکل میں اور کبھی کسی اور شکل میں کوئی بلا ایسی آ جاتی ہے جو انسان کے سب کیے دھرے پر پانی پھیر دیتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں آدمی مر جاتے ہیں، بستیاں تباہ ہو جاتی ہیں، لہلہاتی کھیتیاں غارت ہو جاتی ہیں، پیداوار گھٹ جاتی ہے، تجارتوں میں کساد بازاری آنے لگتی ہے۔ غرض انسان کے وسائل زندگی میں کبھی کسی طرف سے کمی واقع ہو جاتی ہے اور کبھی کسی طرف سے اور انسان اپنا سارا زور لگا کر بھی ان نقصانات کو نہیں روک سکتا۔“

[تفہیم القرآن، ۳/۱۶۱]

سوال ۵: کتنی قرآنی آیتیں ایسی ہیں جو منسوخ کردی گئی ہیں؟

حوالے دے کر بتائیں!

جواب: لوگوں نے بہت ساری آیات کو منسوخ قرار دیا ہے جب کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے الفوز الکبیر میں صرف پانچ آیات کا نسخ تسلیم کیا ہے۔

سوال ۶: کتنی حدیثیں ایسی ہیں اور کون کون سی ہیں جو بہ ظاہر

قرآن کی کسی آیت یا آپس میں ٹکراتی ہوں؟ قرآن اور حدیث کا حوالہ دے کر بتائیں۔

جواب: کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں جو قرآن سے ٹکراتی ہو۔ امام ابن

خزیمہ نے فرمایا تھا اگر کوئی ایسا محسوس کرتا ہے تو میرے پاس آئے میں اس کا حل پیش کروں گا۔

بہ ظاہر آپس میں متعارض احادیث خاصی تعداد میں ہیں البتہ محدثین کرام رحمہم اللہ نے ان احادیث کی ان کے محل اور مقام کے مطابق شرح کر کے، ان کے صحیح معانی بیان کر کے تعارض رفع کیا ہے۔ کتب

احادیث کی طرف مراجعت کریں حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔

سوال ۷: کیا کسی صحیح حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیغمبر

اسلام ﷺ کے پیچھے اوپنی آواز میں آمین کہتے تھے؟

جواب: ہاں احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ

کی اقتدا میں آمین باواز بلند پکارتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے عبد اللہ بن زبیر اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا» [بخاری]

”جب امام آمین کہے تم آمین کہو“

اور دوسری روایت میں بخاری کے الفاظ یوں ہیں: «إِذَا أَمَّنَ

الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا» ”جب قاری آمین کہے تم بھی آمین کہو“ ظاہر ہے

کہ رسول اللہ ﷺ امام تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم مقتدی تھے سب اکٹھے آمین پکارتے تھے۔

سوال ۸: کیا نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین کرتے

تھے اور آخر تک کرتے رہے؟ عیدین کی نماز میں بھی رفع یدین

کرتے تھے اور کیا نماز جنازہ میں بھی رفع یدین کرنا چاہیے؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے شاگرد خاص امام محمدؒ اپنی مشہور کتاب

موطا میں رفع الیدین کی صحیح حدیث لائے ہیں۔ ملاحظہ ہو عبد اللہ بن عمر

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع

الیدین کرتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو رفع الیدین کرتے

اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کر کے سمع اللہ من حمدہ اور بناو لک

الحمد کہتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک رفع الیدین کی حدیث صحیح

ثابت ہے منسوخ نہیں۔ امام محمد بن یحییٰ ذہلی کا قول ہے: ”رفع الیدین

نہ کرنے والے آدمی کی نماز ناقص ہوگی“ [صحیح ابن خزیمہ: ۸/

۲۹۸-۵۸۹] پھر تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کی ہیبتگی کے حنفیہ بھی

قائل ہیں جس دلیل کے ساتھ اس پر ہیبتگی ثابت ہے، اسی دلیل کی بنا پر

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی رفع الیدین ثابت ہے۔ اگر پہلی رفع الیدین ہمیشہ ہے تو باقی جگہ بھی ہمیشگی ثابت ہوگی۔ عبد اللہ بن عمر کی سابقہ روایت اس امر کی واضح دلیل ہے۔

مولانا اشفاق الرحمن خفی رسالہ نور العینین میں فرماتے ہیں: مواظبت عند الافتتاح کا ثبوت نفس نقل رفع سے نہیں بلکہ نقل رفع، وعدم نقل ترک رفع سے ہے انتہی۔ تو یہی دلیل تنازع فیہ کی ہوئی۔

نماز عیدین اور جنازہ کی تکبیر تحریرہ کے ساتھ رفع الیدین سب کے نزدیک ثابت ہے۔ البتہ زوائد تکبیرات میں اختلاف ہے بعض احادیث سے عیدین کی نمازوں کی زوائد تکبیرات میں رفع الیدین کا استدلال کیا جاتا ہے لیکن وہ محل نظر ہے جس کا حاصل و خلاصہ یہ ہے کہ نماز عیدین کی تکبیروں میں رفع کے متعلق کوئی صریح دلیل نہیں۔ امام ابن حزم کا فرمان ہے:

”لم یصح قط ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

رفع فيه يديه۔“ [المحلی: ۵/ ۸۳، ۸۴]

یعنی رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ان (زائد) تکبیروں میں رفع الیدین کی ہو۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب القول المقبول لتلمیذی حافظ عبد الرؤف شارحہ، اسی طرح جنازہ کی زوائد تکبیرات میں بھی رفع الیدین کسی مرفوع حدیث میں ثابت نہیں۔ ملاحظہ ہو [احکام الجنائز علامہ البانی ص: ۱۱۶] تاہم ابن عمرؓ سے موقوف بسند صحیح ثابت ہے۔ [بیہقی: ۴/ ۴۴]

سوال ۹: بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لیکن جو سائنسی آلات ایجاد ہو چکے ہیں ان کے ذریعے پتا لگایا جاتا ہے کہ فلاں روز بارش ہوگی اور فلاں مقام پر ہوگی اور بچی اور بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا پتا لگایا جاتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچہ ہے کہ بچی۔ بخاری شریف کی صحیح حدیث کے کیا معنی ہوں گے؟

جواب: سائنسی ایجادات کے موجد ہواؤں کے رخ سے بارش کے بارے میں قیاس آرائی کرتے ہیں اس کا نام علم غیب نہیں۔ اور مافی الارحام سے مراد رحم کی جملہ کیفیات ہیں اس سے صرف لڑکا یا لڑکی مقصود نہیں ورنہ اس کا علم تو رحم پر مقرر فرشتے کو ڈاکٹروں سے بھی پہلے ہو جاتا ہے۔ اس موضوع پر تفصیلی فتویٰ الاعتصام میں پہلے چھپ چکا ہے۔

سوال ۱۰: بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چٹیا لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت کی، اس کی ذرا وضاحت فرمادیں!

جواب: سامنے ملے ہوئے دانتوں کو ریتی وغیرہ سے رگڑ کر کشادگی پیدا کر کے خوب صورت بنانا تاکہ بڑی عمر کی عورت چھوٹی نظر آئے حرام ہے۔ چہرے ہونٹوں یا ہاتھوں وغیرہ میں سوئی لگائی جائے یہاں تک کہ خون نہ جائے پھر اس کو چونے یا سرے وغیرہ سے بھر دیا جائے اس طرح خون رکنے سے یہ جگہ نجس ہو جاتی ہے ممکنہ حد تک اس کا ازالہ ضروری ہے اگرچہ زخم کے ذریعہ ہی اس کو زائل کیا جائے الایہ کہ عضو کے تلف یا بیکار ہونے کا ڈر ہو تو اسی طرح رہنے دیا جائے۔ اس صورت میں گناہ کے ازالہ کے لیے توبہ کافی ہے۔

یاد رہے یہ حکم مرد اور عورت کے لیے یکساں ہے۔ کسی آلہ کے ذریعہ چہرے سے بال اکھاڑنا یہ بھی منع ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ حکم پلکوں کے بالوں کے ساتھ خاص ہے کہ ان کو اوپر یا برابر کرنا اصل خلقت میں تبدیلی ہے اس لیے منع ہے۔

بالوں میں بال ملانا، چاہے اپنے ہوں یا کسی اور عورت کے یا مصنوعی اور کسی دوسری سے ملانے کی طلب کرنا سب حرام ہے۔ آج کل عورتوں میں یہ افعال قبیحہ عام ہیں جب کہ شریعت کی نظر میں یہ سب ملعون عورتیں ہیں۔

اللہ رب العزت توبہ تائب ہونے کی توفیق بخشے، آمین۔



حالت احرام میں شادی کرنا

حالت احرام میں شادی کی حرمت وحلت پر طرفین نے کھل کر دلائل دیے ہیں، اب اس بحث کو ہمیں پروردگار چاہا ہے۔ لیکن ایک نکتے کی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ: مولانا عبدالرحمن ضیاء صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے حوالے سے جو یہ موقف پیش کیا ہے کہ انہیں اس قصے میں وہم ہوا ہے، اولاً: یہ موقف اُن کا ذاتی نہیں اور نہ یہ کہ انہوں نے ہی پہلی دفعہ اُس کی یہ توجیہ کی ہے بلکہ ائمہ سلف میں سے کئی ایک نے حضرت ابن عباس کی روایت پر یہی موقف اختیار کیا ہے۔ ثانیاً: مولانا عبد الرحمن موصوف کے ظاہری الفاظ سے بعض اہل علم..... جن میں محترم مولانا عبداللہ سرور بھی شامل ہیں..... کو یہ خیال گزرا ہے کہ اس موقف سے صحیح بخاری کی صحت وثقاہت یا اُس کی استنادی حیثیت مجروح ہوئی ہے اور شاید اس طرح صحیح بخاری سے متعلق لوگوں کا اعتقاد مجروح ہوگا۔ حالانکہ ایسی بات قطعاً نہیں، کیوں کہ مولانا ضیاء صاحب اس متفق علیہ روایت کی صحت و استناد سے تو کلیہ متفق ہیں مگر مسئلہ تو اس روایت سے استنباط کا یا اُس کی توجیہ کا ہے نہ کہ اُس کی تصحیح و تضعیف کا، یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنی صحیح میں روایت نقل کرنے کا جو معیار ہے اُس سے نہ تو اختلاف ہے نہ اُس پر کلام اور نہ اُس پر حرف گیری ہی مقصود ہے، کیوں کہ یہ امر مسلمہ اور متفق علیہ ہے کہ صحیح بخاری اَصَحُّ الکتاب بعد کتاب اللہ۔ یہ موقف محض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اور مشاہدے سے متعلق ہے اور بس! [حافظ عبدالوحید]

رسول اکرم ﷺ ان کی رضا مندی کو شرف قبولیت سے نوازتے ہیں۔ اس طرح سے میمونہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے حرم میں شمولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

اس مختصر سے واقعے کو سفر حج کی طرح بیان کرنے والے ہر راوی نے اپنی صواب دید کے مطابق بیان فرمایا ہے۔ اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مذکورہ احکامات اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو سامنے رکھا جائے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ ۖ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفْعَ وَلَا فُسُوقَ ۖ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ [البقرة: ۱۹۷]

”حج کے مہینے معلوم ہیں۔ جس شخص نے ان مہینوں میں حج فرض کر لیا۔ تو حج کے دوران رفعت، فسق اور لڑائی جھگڑا نہ ہو۔“ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفَعْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»

[البخاری: ۱/۲۰۶]

ایک روایت کے لفظ یہ ہیں:

20 تا 26 اپریل 2007ء..... (521)..... یکم ربیع الثانی 1428ھ

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کے حرم میں شامل ہونے سے پہلے بنو عامر بن لؤی کے ایک فرد ابی رُہم بن ابی قیس کی بیوی تھیں، بیوہ ہو گئیں۔

رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ کے مطابق عمرہ کرنے کے لیے نکلتے ہیں جس وجہ سے اس عمرے کو عمرۃ القضاء یا عمرۃ القضاۃ کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے غلام ابورافع اور ایک انصاری صحابی کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام برائے نکاح کے لیے روانہ فرماتے ہیں۔

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھی اس معاملے کی بھنک پڑ جاتی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی اخیانی بہن کے شوہر ہیں، چنانچہ وہ بھی اس معاملے میں سرگرم ہو جاتے ہیں۔

وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں رسول اللہ ﷺ کی خواہش سے آگاہ کرتے ہیں۔ میمونہ رضی اللہ عنہا اپنی رضا مندی کا اظہار فرماتی ہیں۔ لیکن وہ خود عباس رضی اللہ عنہ کو یہ ذمہ داری سونپتی ہیں۔

عباس رضی اللہ عنہ دوران سفر (مدینہ سے مکہ تک کا سفر برائے عمرہ) مکہ کے قریب پہنچنے پر رسول اللہ ﷺ کو میمونہ رضی اللہ عنہا کی رضا مندی سے مطلع فرماتے ہیں۔

«مَنْ آتَى هَذَا الْبَيْتَ» [الغ: مسلم: ۱/۴۳۶]

”جس شخص نے حج کیا نیز رفث اور فسق سے محفوظ رہا، وہ اپنی پیدائش والے دن کی طرح ہو جائے گا۔“ یعنی اس کے سارے گناہ مٹ جائیں گے۔

حج کی ابتدا اور انتہا سے متعلقہ امور یہ واضح کرتے ہیں کہ حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ مناسک حج میں رفث، فسق اور جدال سے محفوظ رہے۔

رفث قرآن کریم میں ایک خاص عمل کے لیے استعمال ہوا ہے۔ جیسے اس آیت سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾

[البقرة: ۱۸۷]

یعنی رفث روزے کی حالت میں حرام ہے۔ لیکن روزہ افطار کر کے رات میں اس عمل کو سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ رفث کے علاوہ بیویوں سے متعلقہ بعض امور ایسے ہیں جو رسول اکرم ﷺ نے روزے کی حالت میں بھی کیے ہیں۔ اور اہل علم صاحب ضبط کے لیے یہ امور جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن مناسک حج کے دوران ان امور کو کرنے کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ملتی۔ اس لیے ان سے گریز کرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح نکاح کرنا یا نکاح کرنا یا منگنی کرنا بھی رفث سے الگ امور ہیں، جن میں سے خود اپنا نکاح کرنے کے بارے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ حدیث موجود ہے:

”تزوجها رسول الله ﷺ وهو محرم“

”رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے محرم ہونے کی حالت میں شادی کی۔“

اس حدیث کو بیان کرنے والوں کی فہرست خاصی طویل ہے۔ ان سب کو ذکر کرنے کی بجائے صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ یہ متفق علیہ روایت ہے۔ متفق علیہ روایت باقی تمام روایات سے بہتر ہوتی ہے۔ اس لیے اس روایت میں کسی ثقہ صدوق راوی کی طرف غلطی

منسوب کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

ان دونوں ائمہ بخاری اور مسلم رحمہما اللہ میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وہم قرار نہیں دیا۔

نیز یہ بات کیسے کہی جاسکتی ہے کہ یہ غلطی صحیح بخاری میں واقع ہونے والی غلطیوں میں سے ایک ہے۔ کیوں کہ یہ روایت صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”تزوجها رسول الله ﷺ في ذى القعدة سنة سبع لما اعتمر عمرة القضية فيقال ارسل جعفر بن ابى طالب يخطبها فاذنت للعباس فزوجها منه -

قد انتشر الاختلاف في هذا الحكم بين الفقهاء ومنهم من جمع بأنه عقد عليها وهو محرم وبني بها بعد ان أحل من عمرته بالتنعيم وهو حلال في الحل وذلك بين من سياق القصة عند ابن اسحاق- وقيل عقد عليها قبل ان يحرم وانتشر امر تزويجها بعد ان احرم فاشتبه الأمر -“

[الاصابة: ۴/۴۱۲]

”رسول الله ﷺ ذی قعدہ سات ہجری میں جب عمرہ القضاء کے لیے نکلے تو آپ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

فقہاء کے درمیان اس بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ آپ نے ان سے نکاح محرم ہونے کی حالت میں کیا تھا۔ اور عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہونے کی صورت میں ان سے ازدواجی تعلقات قائم کیے۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ نے جس انداز سے یہ قصہ بیان فرمایا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نکاح تو احرام سے پہلے ہی ہوا تھا، لوگوں کو اس کی خبر حالت احرام میں ہوئی، پس اصل معاملہ لوگوں پر مشتبہ ہو گیا۔“

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

ابن حبان رحمہ اللہ نے جو تطبیق دی ہے تو وہ صرف اس صورت میں قابل قبول ہو سکتی ہے جب کہ لوگ حرم میں شادی بیاہ کرنے سے گریز کرتے ہوں یا حرام سمجھتے ہوں۔ حالاں کہ ایسی کوئی صورت حال نہ تھی۔ اور پھر ابن حبان رحمہ اللہ نے جو مفہوم مراد لیا ہے اس کے لیے کوئی قرینہ تو ہونا چاہیے۔ جس طرح شعر میں عثمان رضی اللہ عنہ کو محرم کہا گیا ہے اور یہاں پر قرینہ بھی موجود ہے۔ کیوں کہ انھیں حرمت والے مہینے میں ان کے اپنے حرم میں اپنی حریم کی موجودگی میں شہید کیا گیا تھا۔

نیز اگر محرم ماڑ ہننے سے شعر کا وزن نہ بگڑتا ہو تو یہ بھی درست ہو سکتا ہے کیوں کہ انھیں ناحق قتل کیا گیا تھا۔

جہاں تک قولی حدیث کا تعلق ہے تو اس کے متن میں مختلف اقوال کے ساتھ ساتھ تحمل حدیث کے الفاظ میں بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے جیسے کہ درج ذیل روایات سے ظاہر ہے۔

(۱)..... نبی بن وہب فرماتے ہیں:

”قال ابان: سمعت عثمان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا ينكح المحرم ولا ينكح ولا يخطب»

(۲)..... قال ابان بن عثمان، ان المحرم لا ينكح ولا ينكح - اخبرنا بذلك عثمان عن رسول الله -

(۳)..... عن ابان بن عثمان عن عثمان بن عفان أن رسول الله ﷺ قال: لا ينكح المحرم ولا ينكح ولا يخطب -

(۴)..... عن ابان بن عثمان عن عثمان يبلغ به النبي ﷺ قال: المحرم لا ينكح ولا يخطب -

(۵)..... قال ابان: سمعت عثمان بن عفان يقول، قال رسول الله ﷺ: لا ينكح المحرم -

[مسلم: ۴۵۳/۱]

ان روایات میں بہت سارے احتمال موجود ہیں۔ اس لیے انھیں

20 تا 26 اپریل 2007ء..... (523)..... یکم ربیع الثانی 1428ھ

”ابو عبیدہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے فارغ ہو چکے تو سات ہجری میں عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ انہی دنوں جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس مدینہ لوٹے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے سے میمونہ رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام بھیجا۔ جعفر رضی اللہ عنہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی اخپانی بہن اسما کے شوہر تھے۔ ایک بہن حمزہ رضی اللہ عنہ اور ایک عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے جعفر رضی اللہ عنہ کو مثبت جواب دیا اور اپنا معاملہ عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ تو اس طرح سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم ہونے کی حالت میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور واپسی پر سرف کے مقام پر ان سے ازدواجی تعلقات قائم فرمائے۔“ [الاستیعاب علی هامش الاصابہ: ۴/۶۰۶]

مزید وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن عبد البر سنداً شریح بن سعد سے نقل کرتے ہیں۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۃ القضاء کے لیے تشریف لائے تو عباس رضی اللہ عنہ نے جحفۃ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور انھیں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیش کش کی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم ہونے کی حالت میں ہی شرف قبولیت سے نوازا۔ اس بارے میں ایک قصہ بھی ہے۔“ [الاستیعاب: ۴/۶۰۷]

صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم ہونے کی صورت میں نکاح فرمایا ہے اور ازدواجی تعلقات عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد حلال ہونے کی حالت میں سرف کے مقام پر قائم فرمائے۔

اسی جگہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو یہ علم ہوا کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں شامل کر لیا گیا ہے اس لیے وہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شادی حلال ہونے کی صورت میں ہوئی حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنے حرم میں شامل کرنے کا فیصلہ محرم ہونے کی حالت میں فرما چکے تھے۔ اس طرح سے ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔

ایسی روایت پر کیسے ترجیح دی جاسکتی ہے جس کا مفہوم بالکل واضح ہو۔ امید ہے اہل علم اس مسئلے میں بہتر راہنمائی فرما کر شکرے کا موقع دیں گے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تخصیص واستدراک (از: الاعتصام)

حالت احرام میں نکاح کی حرمت یا جواز اور اس کے متعلق احادیث اور ائمہ کے اختلاف سے متعلق مختصر کوائف ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ قارئین خود درست سمت اپنائیں۔

..... محرم ہونے کے دوران نکاح کرنے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء، صحابہ و تابعین اور ان کے بعد امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ محرم کا نکاح صحیح نہیں بلکہ باطل ہے ان کی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

”لا ینکح المحرم ولا ینکح ولا یخطب۔“

”کہ محرم نہ نکاح کر سکتا ہے نہ کر کے دے سکتا ہے اور نہ منگنی

کر سکتا ہے۔“ [مسلم: ۱۴۰۹/۴۱]

..... امام ابوحنیفہ اور اصحاب کوفہ کہتے ہیں کہ محرم کا نکاح درست ہے۔ ان کی دلیل حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے جسے حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔ [بخاری: ۴۲۵۸]

مجوزین حضرت عثمان کی مذکورہ بالا حدیث کو وٹلی پر محمول کرتے ہیں۔ مگر حدیث کا بعد والا حصہ «لَا یُنْكَحُ وَلَا یَخْطُبُ» اس تاویل کی نفی کرتا ہے۔

..... جمہور حضرت ابن عباس کی حدیث پر مبنی اس موقف کے مختلف جواب دیتے ہیں:

ایک یہ کہ ان سے نکاح آپ نے حلال ہونے کی حالت میں کیا۔ مگر یہ معاملہ عام لوگوں پر اس وقت ظاہر ہوا جب کہ آپ احرام میں تھے جس سے غلط فہمی پیدا ہوگئی۔ حضرت میمونہ خود بھی اسی طرح بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح

کیا۔ [مسلم: ۱۴۱۰/۴۱]

اسی طرح ابورافع بھی بیان کرتے ہیں۔ [ترمذی: ۸۴۱ وقال

حسن۔ مسند احمد: ۶/۳۹۲-۳۹۳]

فتح الباری میں ہے، علامہ ابن عبد البر نے کہا ہے:

”فأقل أحوال الخبرين أن يتعارضا فتطلب الحجة من غيرهما وحديث عثمان صحيح في منع نكاح المحرم فهو المعتمد۔“

[فتح الباری، ج: ۹، ص: ۱۶۵ کتاب النکاح]

یعنی ”حضرت ابن عباس اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا والی روایتیں آپس میں متعارض ہیں اس لیے حجتہ ان کے علاوہ کسی روایت سے لی جائے گی اور حضرت عثمان والی روایت نکاح کے منع ہونے میں صحیح ہے اس لیے اسی پر اعتماد ہوگا۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں:

”ویترجح حدیث عثمان بأنه تقیید قاعدة

وحديث ابن عباس واقعة عين تحتل انواعا من

الاحتمالات“ [فتح الباری، ج: ۹، ص: ۱۶۵

کتاب النکاح]

یعنی ”حضرت عثمان کی حدیث میں ایک قاعدہ بنایا گیا ہے جب کہ حضرت ابن عباس کی حدیث میں ایک چشم دید واقعہ ہے جس کے کئی احتمالات ہو سکتے ہیں مثلاً: ① ابن عباس رضی اللہ عنہ اس شخص کو بھی محرم کہتے تھے جس نے حج پر قربانی کے لیے جانور کو قلاہہ ڈال دیا ہو اگرچہ احرام نہ بھی پہنا ہو۔ اور ابن عباس ہی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنے جانور کو قلاہہ ڈال چکے تھے..... ② یہ بھی احتمال ہے کہ ”محرم“ کے لفظ سے ابن عباس کی مراد داخل حرم یا شہر حرام کے دوران ہو۔ ③ ممکن ہے کہ یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہو مگر قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ «المحرم لا ینکح الخ» ④ یا یہ کہ حضرت ابن عباس کو غلط فہمی ہوگئی ہو۔

[مولانا عبد الصمد ریا لوی رحمہم اللہ]

سعودی عرب میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخاب

عطا محمد جنجوعہ

انتخابات کے نتیجے میں پارلیمنٹ کی تشکیل ہوگئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود دولت مشترکہ میں پاکستان کی رکنیت معطل ہے۔ بحالی کی درخواست کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا گیا کہ پارلیمنٹ کو مکمل اختیار حاصل نہیں۔ جب تک ارکان اسمبلی آئین کی تشکیل اور قانون سازی کے معاملہ میں خود مختار نہ ہوں اُس وقت تک پارلیمنٹ کو با اختیار نہیں سمجھا جاتا۔ سعودی عرب میں جو اس وقت اسلامی قانون کا نفاذ ہے وہ زیر و پوائنٹ تک پہنچ جائے گا، پھر وہ پارلیمنٹ کا مرہون منت بن کر رہ جائے گا۔ سعودی عرب میں کتاب و سنت کے مخالف جو چپ سادہ کر بیٹھے ہیں وہ سیاسی آزادی کے دور میں سعودی سیاست پر اس طرح اثر انداز ہوں گے جس طرح صیہونی تھنک ٹینک امریکا پر چھائے ہوئے ہیں۔

کویت میں شیعہ، آبادی کا ایک تہائی ہیں۔ اس کے باوجود جمہوری نظام سے قبل کویت کی عدالتیں بغیر کسی مذہبی تفریق کے تمام شہریوں کے معاملات نمٹاتی تھیں۔ جب سے جمہوری نظام کو فروغ دینے کے لیے پارلیمنٹ کی تشکیل ہوئی تو شیعہ سنی حقوق کا تنازعہ کھڑا ہو گیا۔ اس بنا پر کویتی وزیر انصاف احمد باقر نے پارلیمنٹ میں بیان دیا: ”کویت میں شیعہ مسلمانوں کے پرسنل آفیرز کے لیے علیحدہ عدالتیں بنیں گی۔ کویت میں شیعہ جموں کی کمی ہے باہر سے منگوائے جائیں گے۔“ [نوائے وقت ۲۰۰۳ء-۱۰-۲۸]

خدا نخواستہ سعودی عرب میں جمہوری نظام نافذ ہوا تو وہاں بھی شیعہ سنی حقوق کی تفریق کا خطرہ لاحق ہوگا۔

سعودی عرب کا وہ طبقہ جو مغرب میں تعلیم حاصل کر چکا ہے یا وہ امراء جو اپنا سرمایہ مغرب میں منتقل کر چکے ہیں۔ جمہوری نظام میں سیاسی

اسلامی دنیا کے وہ ممالک جن میں عدل و انصاف کی وجہ سے امن و امان ہے یا وہ معاشی طور پر خوش حالی اور دفاعی لحاظ سے مستحکم ہیں، صیہونی اشارے پر امریکا ان کا نظام بز و رقت درہم برہم کر رہا ہے۔ اس آڑے وقت میں مسلم دنیا کو جن پہ تکیہ تھا انھوں نے فون سن کر امریکا کو سپورٹ فراہم کی اور کر رہے ہیں۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں سعودی حکومت نے بعض قدامت پسند طبقہ کے اختلاف کے باوجود جمہوریت رائج کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب جمہوری عمل کے جواز میں دار الخلافہ ریاض میں مظاہرے بھی ہوئے ہیں۔ لندن ریڈیو مانیٹرنگ کے حوالے سے خبر شائع ہوئی ہے:

”سعودی دانشوروں نے نامزد شوریٰ کی بجائے ملک میں انتخابات کا مطالبہ کر دیا۔ سعودی حکم ران شاہ عبداللہ سے مطالبہ کرنے والے ۳۰۶ دانشوروں اور علماء میں اکیاون خواتین بھی شامل تھیں۔ مردوں کے مساوی حقوق کا مطالبہ، انتظامی بدعنوانیوں کے خاتمہ، امیر غریب کا فرق ختم اور امیروں کی جانب سے دولت کے بے تحاشہ استعمال کا محاسبہ کیا جائے۔ سعودی حکم رانوں کو احساس ہے کہ دوڑتے وقت کو لگام نہیں دے سکتے حکمران طبقہ اب ایسی باتوں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔“ [نوائے وقت ۲۰۰۳ء-۱۰-۱۱]

سعودی عرب میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر مقامی و مرکزی انتخابات کرانے سے اہل مغرب خاموش ہو جائیں گے؟ ہرگز نہیں، پھر وہ پارلیمنٹ کو با اختیار کرنے کا مطالبہ کریں گے۔ پاکستان نے افغانستان پر حملہ کے دوران جو تعاون کیا وہ مخفی نہیں اور اکتوبر ۲۰۰۲ء کے

جماعتیں منظم کریں گے اور اپنے منشور میں عوام کو بے لگام آزادی دینے کا منشور پیش کریں گے۔

سعودی شاہی خاندان میں اس وقت یک جہتی ہے۔ جمہوری عمل کے ابتدائی مراحل میں وہ یقیناً بھاری اکثریت سے حمایت حاصل کر لیں گے۔ لیکن اس کے بعد خود اُن میں اقتدار کی رسہ کشی شروع ہو جائے گی یہ جمہوریت کا خاصہ ہے۔

صیہونی میڈیا کافی عرصہ سے عالمی سطح پر ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے کہ سعودی عرب میں وہابیت ہے۔ عالم اسلام کا ایک طبقہ جو سعودی حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا رہا ہے۔ جمہوری نظام میں آزادی رائے کی بنا پر وہاں کئی مذہبی تنظیمیں بھی قائم ہوں گی۔ کتاب و سنت کی بنیاد پر وہاں مذہبی یگانگت ہے اس کے پارہ پارہ ہونے کا خدشہ لاحق ہوگا۔

افغانستان میں طالبان حکومت کے خاتمہ کے بعد مخلوط نظام تعلیم رائج ہے۔ اس کے باوجود عالمی انسانی حقوق کی تنظیمیں دہائی دے رہی ہیں کہ افغان عورتیں آزاد نہیں کیوں کہ ابھی تک بعض افغان قبائل میں پردے کا رواج ہے۔ سعودی عرب میں بھی انسانی حقوق کی تنظیموں کا عمل دخل شروع ہے۔ جمہوری عمل سے یہی تنظیمیں وہاں پردے کے خلاف احتجاج کریں گی۔

اسلام میں کنواری لڑکی کا اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں لیکن موجودہ دور میں اسلامی جمہوری ممالک میں بالغ لڑکی اپنی مرضی سے کسی کفو لڑکے سے قانونی نکاح کر سکتی ہے۔ اہل مغرب کی تنظیمیں اس سے بھی خوش نہیں وہ تو اس حد تک آزادی چاہتی ہیں کہ کوئی عورت بغیر نکاح کسی مرد سے دوستانہ مراسم رکھنا چاہے اس پر کوئی قانونی گرفت نہ ہو، اور نہ معاشرہ میں سے کوئی اس پر لعن طعن کرنے والا ہو۔

آج سعودی عرب میں اکیاون عورتوں نے مردوں کے مساوی حقوق کا مطالبہ کیا ہے تو کل جمہوری نظام کے تحت مزید سیاسی آزادی کے حقوق ملے تو خدشہ ہے کہ اسی ملک سے کوئی شیریں عباس بن کر حدود و تعزیرات کے خلاف بھی احتجاج کرے گی۔

”نوبل انعام یافتہ ایرانی خاتون شیریں عباس نے کہا ہے کہ ایران میں اسلامی سزائیں ختم کر کے ان کی جگہ عصر حاضر کی سزائیں نافذ ہونی چاہئیں۔ فرانس کے اخبار ”لی موندے“ کو دیئے گئے انٹرویو میں کہا پتھر مارنے، اعضاء کاٹنے کی سزائیں وحشیانہ ہیں اس لیے ان کو ختم کر کے مہذب ممالک کی سزائیں نافذ کرنی چاہئیں۔“ [نوائے وقت ۲۰۰۳ء-۱۰-۱۶]

جمہوری ملک میں قتل و غارت، لوٹ مار اور عصمت دری کے واقعات کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً جمہوری پاکستان کے ایک صوبہ پنجاب میں ایک سال کے دوران ۲۵۰ قتل، ۱۰۷ اڈاکے، ۵۵۳۵ اغوا برائے تاوان ہوئے۔ لیکن سعودی عرب میں اس قسم کے واقعات کا شمار سینکڑوں تک بھی نہیں پہنچتا۔ کیوں کہ سعودی عرب میں جو امن و امان ہے وہ حدود و قیود کے نفاذ کی وجہ سے ہے۔

سعودی عرب میں صیہونی میڈیا کی شیطانی یلغار پر پابندی ہے۔ صیہونی کی آزادی جمہوریت کا ستون ہے۔ جمہوری ماحول میں ان پر پابندیاں نرم ہو جائیں گی تو اس ماحول میں پرورش پانے والی نئی نسل سیکولر نمائندوں کو منتخب کرے گی۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت اور محمد بن سعود کی جہادی تحریک کے شر میں آل سعود کو حکومت حاصل ہوئی۔ انھوں نے شریعت اور حدود کے نظام کو نافذ کر کے مثالی امن قائم کیا۔ لیکن انھوں نے جمہوری نظام کا سہارا نہیں لیا۔ دنیا کے ستاون اسلامی ممالک میں سے سعودی عرب واحد ملک ہے جہاں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ حکومت کی سرپرستی میں انجام دیا جاتا ہے۔

اس کی بقا کا انحصار جہادی جذبہ پر ہے جب کہ جمہوری نظام نہی عن المنکر کے جہادی جذبہ کو مدہم کرتا ہے۔ اسی لیے اہل مغرب بزورِ قوت اسے اسلامی ممالک میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ سعودی فرمانرواؤں پر دباؤ بڑھ گیا ہے تو وہ جمہوری نظام کی بجائے امارت و خلافت کا نظام نافذ کریں۔

مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہو۔ سب نے اس سے انکار کر دیا۔ علماء نے نزاعی امور پر فیصلہ صادر کیا تو عوام مطمئن ہو گئے۔

سعودی فرمانروا بین الاقوامی رائے عامہ کو ہموار کرنا چاہتے تو وہ عمر بن عبدالعزیز اور شاہ عبدالعزیز کی طرح اہل حل و عقد، رؤسائے عرب اور ارکان حکومت کو مسجد میں جمع کر کے بیعت عامہ حاصل کریں اور دیگر شعبوں کی طرح دفاع اور خارجہ پالیسی کو شریعت کے تابع بنائیں۔

مسلم دنیا میں سعودی عرب ایسا ملک ہے جہاں اسلامی قانون کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل مغرب اس کو سیکولر سٹیٹ میں تبدیل کرنے کے لیے جمہوری نظام رائج کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عرب جو دیارِ غیر میں امت مسلمہ کے دفاع کے لیے جان کا نذرانہ دے سکتے ہیں تو وہ اپنے ملک میں یقیناً اسلامی قانون کے تحفظ کے لیے اہل مغرب کے سامنے آہنی دیوار کھڑی کر دیں گے۔

خاندان بنو امیہ کے امراء نے مسجد میں خلافت کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بیعت خاص کر لی۔ اس کے باوجود انھوں نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ میں کہا:

”میں نے کبھی خلافت کی تمنا نہیں کی۔ میری رائے اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر مجھ پر یہ بوجھ ڈالا گیا ہے۔ میں تمہیں اپنی بیعت سے آزاد کرتا ہوں۔ جسے چاہو اپنا امیر بنالو۔“ حاضرین بیک آواز پکارے ہم نے آپ کو امیر چن لیا۔

جدید سعودی عرب کے بانی عبدالعزیز دوم کی پالیسیوں سے اُس کے ساتھیوں نے شدت سے اختلاف کیا تو انھوں نے موتمر عام میں اعلان کیا۔ ”میں تخت سے دستبردار ہونا چاہتا ہوں اور تمہیں اختیار ہے کہ جس خاندان سے چاہو میری جگہ کسی کو اپنا بادشاہ یا امیر بنالو۔ کیوں کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں ایسی قوم کے امور کی باگ ڈور سنبھالوں جو کہ

واللہ خیر الرازقین

رجسٹرڈ ٹریڈ مارک

۶۳۶۱۰

BECO FANS (REGD)

دفتر: 240100
273423

بیکو پنکھ

تیار کردہ

بیکو انجنئرنگ کمپنی رجسٹرڈ

جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

فون: 275261
51538

اعلیٰ معیار کی خدمات

اعلیٰ کوالٹی پائیداری میں بے مثال

زینت اور زیبائش میں لا جواب

سٹیشن

پتکے، موٹریں اور واشنگ مشینیں

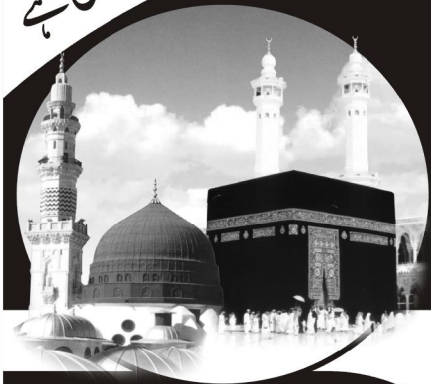
تیار کردہ: سٹیشن الیکٹریکل انڈسٹریز رجسٹرڈ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

ایڈوانس بکنگ جاری ہے

ہر ماہ شفیع سمیع ٹریول کے خلفائے راشدینؑ

کاروانِ عمرہ

گروپ میں سپیشل ڈسکاؤنٹ



بیت اللہ اور مسجد نبویؐ
کے قریب ترین رہائشوں
اور ٹرانسپورٹ کی سہولت
کے ساتھ

اپریل کاروان صدیق اکبرؑ

مئی کاروان عمر فاروقؑ

جون کاروان عثمان غنیؑ

جولائی کاروان علی المرتضیٰؑ

✓ ہر لمحہ ہمارا تعاون آپ کے ساتھ

کاروان ہر ماہ کے آخری عشرہ میں جائیگا۔

گروپ میں شامل تمام زائرین کیلئے عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ اور تربیت کا اہتمام بھی ہوگا۔

اندرون و بیرون ملک کی تمام ایئر لائنز کی کنفرم ٹکٹیں بھی مناسب ریٹ پر حاصل کریں۔

شفیع سمیع ٹریول اینڈ ٹور آپریٹر



پیسمنٹ علی کمپلیکس 23-ایمپیرلس روڈ لاہور

فون: 042-6309525-26 فیکس: 042-6309521

عبدالسمیع 0300-0321-9421352 شکیل الرحمان ناصر 0300-0321-4317294

مولانا محمد اسد اللہ اور ان کا علمی خاندان

ابراہیم خلیل، خطیب مرکزی مسجد اہل حدیث (حجرہ)



لائبریری میں موجود ہیں اور جن کا مجھے علم ہو سکا درج ذیل ہیں:

(۱) التفصیل للاجمال فی رد اقوال الرزال: یہ کتاب ۱۹۱۲ء کو مولانا قطب الدین ابن المصنف کے اہتمام سے اسلامپور پریس لاہور سے طبع ہوئی۔ یہ کتاب دراصل مولوی محمد شاہ کسکنہ ڈربی والا کے ایک فتویٰ بابت ”عدم الستواء علی العرش“ کے جواب میں ہے۔ جس میں صفاتِ باری تعالیٰ کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اور قرآن و سنت و عقیدہ اہل سنت کے مطابق الستواء علی العرش کو ثابت کیا گیا ہے اس کے علاوہ قراءت فاتحہ خلف الامام کے عنوان پر بھی تفصیلی بحث ہے۔ یہ کتاب بڑے سائز کے تریپن (۵۳) صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) قوانین القرآن: یہ رسالہ فن قراءت میں لکھا گیا ہے۔ علم الصرف اور علم النحو کے قواعد پنجابی اشعار میں تحریر ہیں۔ ابتدائی تعلیم بچکان کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔ چند شعر نقل کیے جا رہے ہیں جس سے مصنف کا خلوص و تقویٰ واضح ہوتا ہے:

ایس فقیر غریب نوں اللہ کوش بدلہ دیسی
کامل جو استاد ملیا کم ایس تھیں بہتا لیسی
فقیر اسد اللہ نوں ایہ طمع جو غور کرن استائیں
یا رب نرم کریں دل انہاں پون قبول دعائیں
یا رب کر مقبول تو فضلوں قاعدہ طفلان والا
میں سن لڑکیاں کرم تیرے تھیں سورے سبھاں چالا
میں گھر چار چوہیرے جہل انہیرا دھند ہوکاری
کر روشن نور منور ہر گھر شغل تیرا نت جاری

20 تا 26 اپریل 2007ء..... (529)..... یکم ربیع الثانی 1428ھ

ضلع فیروزپور میں منڈی ابوہر سے جانب قطب سات میل کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں موضع (موہلاں) عرف بھامنی والا ہے جو سابق تحصیل (بنگلہ فاضل کا) میں شامل ہے۔ اس گاؤں میں راجپوت جونیہ برادری اور موہل خاندان آباد تھے جو تقسیم ملک کے وقت ضلع اوکاڑہ کے موضع بہاول درس بہاولنگر منگمری (ساہیوال) وغیرہ اضلاع میں آباد ہو گئے ہیں۔ اس جونیہ خاندان میں بہت سے علماء و فضلاء اور اہل اللہ ہوئے ہیں جن کے بزرگ اور مؤسس اعلیٰ مولانا محمد اسد اللہ بن میاں خدا بخش صاحب تھے۔

مولانا محمد اسد اللہ لکھوی خاندان کے تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا محی الدین عبدالرحمن لکھوی کے عقیدت مند اور مولانا عبدالقادر لکھوی کے زیر تلمذ رہے۔ قرآن و سنت کے علوم میں فقہات کی حد تک درک حاصل تھا۔ اپنے علاقہ اور گرد و نواح میں قرآن و سنت کی اشاعت و تبلیغ کا کام نہایت محنت و کاوش سے سرانجام دیتے رہے۔ اپنے گاؤں موضع (موہلاں) میں ایک دینی درس گاہ بنام مدرسہ ”دار الہدیٰ“ قائم فرمایا۔ جہاں سے بہت سے علماء نے اسلامی تعلیمات کا درس لیا جن میں مولانا کے اپنے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی کے علاوہ مولوی الہی بخش، مولانا عبدالواحد زیروی، مولوی محمد سلطان موہوی، مولوی فضل الرحمن بن مولوی نور محمد وغیرہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

تدریس تفسیر و حدیث کے علاوہ آپ تصنیف و تالیف میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کی تصنیفات میں سے جو میری

عبدالفتاح کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ نہایت منتصب اور عمل بالحدیث کے خلاف زوردار تقریریں کیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ خاندان مولہاں سے مناظرہ بھی ہو جاتا جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ان مولوی عبدالفتاح نے بتائید فقہ حنفیہ ایک کتاب بنام ”میزان اسلام“ لکھی جو حافظ مظفر الدین کے زیر اہتمام اسد ری سٹیم پریس لاہور سے ۱۳۲۷ھ میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب پنجابی اشعار میں لکھی گئی جس میں مصنف نے استواء علی العرش بمطابق عقیدہ اہل سنت سے انکار کیا اور دیگر اختلافی مسائل پر بحث کا آغاز کر دیا۔ تو اس کے اثرات زائل کرنے کے لیے اور صحیح اسلامی تعلیمات کی اشاعت و تبلیغ کے لیے مولانا عبدالسلام نے ”ورمہ محمدی“ کے نام سے ایک کتاب پنجابی اشعار میں لکھی جو ۱۹۱۲ء (تقریباً ۱۳۲۹ھ) میں مطبع اسلامیہ لاہور سے طبع ہوئی۔ یہ دونوں کتب میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

(۳) الصلوٰۃ فی الصلوٰۃ، قراءت فاتحہ خلف الامام: فقہاء و محدثین کے مابین ایک اختلافی عنوان ہے جس پر اب تک ہزاروں کی تعداد میں کتب لکھی جا چکی ہیں (ولتفصیل مقام اخر)۔ مولانا عبدالسلام مولوی نے اسی عنوان پر یہ کتاب لکھی جو ابوسعید قطب الدین مولوی کے اہتمام سے چھپی اور عوام میں درجہ قبولیت تک پہنچی۔

(۴) ابیات پنجابی: یہ اشعار کا مجموعہ ہے جو ورمہ محمدی کے آخر پر چھپا ہے۔ مولانا کی ولادت و وفات کی تاریخ تک رسائی نہ ہو سکی۔

مفتی مولانا ابوسعید قطب الدین مولوی

یہ مولانا محمد اسد اللہ کے بچھے بیٹے تھے۔ والد بزرگوار کے علاوہ برادر اکبر مولوی عبدالسلام صاحب سے، اور مولوی عبدالواحد زیروی، مدرس مدرسہ مولہاں امام عبدالوہاب دہلوی، اور لکھوی علماء سے فیض حاصل کیا۔ علوم میں تبحر حاصل تھا، فن مناظرہ میں خصوصی تربیت حاصل تھی۔ چنانچہ تحصیل فاضل کا ضلع فیروز پور میں ایک گاؤں ”کوہاڑیاں والا“ ہے۔ جہاں ۱۷ ربیع الاول جمعہ کے دن ۱۳۲۹ھ کو ایک مناظرہ

(۴) مجموعہ سی حرفی ہائے: اس مجموعہ میں آٹھ سی حرفیاں ہیں اور آخر پر گیت عربانی کے نام سے مختلف پنجابی زبان میں توحیدی نظمیں ہیں۔ یہ کتاب بھی اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے ابن المصنف مولوی ابوسعید قطب الدین کے اہتمام سے طبع ہوئی جو راقم کی لائبریری میں موجود ہے۔

وفات: مولانا محمد اسد اللہ ۱۳۴۳ھ بہ مطابق ۱۹۲۵ء کو دارفانی سے رحلت فرما گئے۔ اخبار اہل حدیث امرتسر کے شمارہ ۲۲، جلد ۲۲ بہ مطابق ۳۱ اپریل ۱۹۲۵ء میں بالفاظ ذیل خبر رحلت چھپی ”مولوی اسد اللہ صاحب تحصیل فاضل کا ضلع فیروز پور انتقال فرما گئے۔ انا اللہ“

مولانا عبدالسلام بن مولانا محمد اسد اللہ

ابوالکلام مولانا عبدالسلام آپ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ جو ایک محقق عالم اور صاحب تصنیف تھے۔ اپنے والد ماجد سے تفسیر و حدیث کا درس لیا، مولانا عبدالواحد زیروی سے مختلف فنون کی کتب قرات کیں جو خاندانی درس گاہ ”مدرسہ دار الہدیٰ“ میں مدرس تھے۔ دہلی میں مولانا عبدالوہاب رحمہ اللہ دہلوی سے اکتساب فیض کیا۔ حصول سند فضیلت کے بعد اپنے مدرسہ میں بطور مدرس خدمات انجام دینے لگے اور تاحیات یہ خدمت انجام دیتے رہے۔

تصنیف و تالیف: مولانا عبدالسلام نے کئی کتب لکھی ہیں جن میں سے:

① توحید کے عنوان پر حقیقۃ الشہادتین ہے: جس میں کلمہ مبارکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تفسیر بیان فرما کر توحید و رسالت کی حقیقت پر تفصیل سے لکھا اور مشرکین کے عقائد کا رد کیا ہے۔ یہ مولانا ابوسعید قطب الدین بن مولانا محمد اسد اللہ کے زیر اہتمام طبع ہوئی۔

② ورمہ محمدی: ضلع فیروز پور میں ایک موضع قبر والا ہے جہاں راجپوت بھٹی برادری آباد تھی جو تقسیم ملک کے بعد ضلع اوکاڑہ کے مختلف دیہات میں آباد ہو گئی ہے۔ اس گاؤں میں ایک دیوبندی عالم مولوی

علمائے موبلاں کے توسط سے ہوا۔ جس میں احناف کی طرف سے مولوی محمد حسن فیض پوری، مولوی نور الدین تلمیذ محمد حسن مذکور قمر الدین لے والا مناظر و معاون ہوئے اور اہل حدیث کی طرف سے مناظر مولانا محمد علی لکھنوی اور معاون مناظر مولوی عبدالوہاب رحمہ اللہ دہلوی تھے اور شرکائے مناظرہ علمائے کرام مولوی محمد اسد اللہ، مولانا عبدالرحمن کوٹ کپورہ، مفتی عبدالواحد زیروی، مولانا محمد عطاء اللہ لکھنوی، عبدالحق موبلوی، ابوسعید قطب الدین موبلوی، مولوی عبداللہ رحمہ اللہ کوٹ کپورہ والے جانبین سے قریباً پچیس علمائے عظام شریک مناظرہ تھے۔ اور تین صد کے قریب عوام الناس نے استفادہ کیا۔ منصفان مناظرہ میں اہل حدیث کی جانب سے حاضر خاں خاندان سے محمد اسماعیل خان اور ان کے برادر محمد اسحاق خاں اور میاں غلام محمد بن میاں فضل الدین ساکنان کوہاڑیاں والا تھے اور مقلدین کی جانب سے فتح محمد بن برہان الدین بودلہ از بہک بودلہ اور کریم خان از فاضل کا منصف تھے۔ مناظرہ کے انتظام و انصرام کے ذمہ داران میں کوہاڑیاں والا کے زمیندار میاں محمد علی، امیر الدین میاں جیوا اور محمد اسحاق صاحبان تھے۔ مناظرہ کے انعقاد کی نوبت اس طرح آئی کہ مولوی محمد حسن فیض پوری اور نور الدین نے موضع کندھ والا میں اہل حدیث کے خلاف تقاریر کیں اور عوام کو مجبور کیا کہ امام کے خلف فاتحہ نہ پڑھی جائے اور اہل حدیث عوام کو خصوصاً بچ کرنے کی کوشش کی تو وہ لوگ مولوی ابوسعید قطب الدین صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ حنفی علماء نے ہمیں قراءت فاتحہ خلف الامام کے عنوان پر مناظرہ کا چیلنج دیا ہے جس کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ مولانا ابوسعید قطب الدین کی کاوش سے یہ مناظرہ منعقد ہوا جس میں اہل حدیث کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور بہت سے لوگوں نے دوران مناظرہ ہی اہل حدیث ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس مناظرہ کی مفصل روئداد مولانا قطب الدین نے پنجابی اشعار میں بنام ”مباحثہ کوہاڑیاں والا“ لکھی جو بوقت تحریر ہذا میرے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ مناظرہ دانیوال میں بھی مولانا قطب الدین شریک تھے جس کی

تفصیل مولانا عبدالحق کے حالات میں آئے گی۔ بہر حال مولوی قطب الدین موبلوی ایک جید عالم دین جذبہ تبلیغ دین سے سرشار ہمہ وقت دینی سوچ میں ڈوبے ہوئے بزرگ تھے۔ رزق حلال کے حصول کے لیے طب کو پیشہ کے طور پر اپنایا ہوا تھا۔ چنانچہ اپنے گاؤں میں ہی ”شفابخانہ سعیدیہ“ کے نام سے مطب کھول رکھا تھا۔ جہاں جسمانی و روحانی امراض کا علاج فرماتے تھے۔

اس مناظرہ میں جو عنوان موضوع بحث تھا وہ قراءت فاتحہ خلف الامام تھا۔ جس میں قرآن کے حکم عام کی تخصیص خبر واحد سے نہیں ہو سکتی والا اصول فقہائے حنفیہ زیر بحث آیا اور مولانا محمد علی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس پر ایک موثر تقریر کے ذریعہ اس اصول کی کمزوری کو واضح کیا اور قرآن و سنت کے خلاف اس کے اثرات سے عوام کو آگاہ کیا جس کا حنفی مناظر کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ جس سے متاثر ہو کر بہت سے سامعین نے عمل بالحدیث کی دعوت سے اتفاق کیا اور فقہی مسائل سے تائب ہو کر قراءت فاتحہ کے قائل و فاعل ہو گئے۔ تو بات چل رہی تھی مولانا مفتی ابوسعید قطب الدین صاحب کی کہ ان کو ہمہ وقت تبلیغ دین کا فکر دامن گیر رہتا۔ چنانچہ کچھ وقت اپنے دینی مدرسہ میں تدریس کے لیے وقف کر رکھا تھا جہاں طلبائے علم آپ سے دینی کتب میں استفادہ کرتے تھے۔ مولانا کی تاریخ ولادت و وفات پر مطلع نہیں ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے اعمال کی جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

مولانا عبدالحق بن مولانا محمد اسد اللہ

آپ کی ولادت موضع موبل تحصیل فاضلکا فیروز پور میں ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا محمد اسد اللہ سے حاصل کی۔ صرف و نحو اور فنون کی کتب اپنے برادر اکبر مولوی عبدالسلام مرحوم سے پڑھیں۔ تکمیل تدریس کے لیے والد ماجد نے مولوی عبدالواحد زیروی کو مستقل استاد رکھ کر تعلیم دلوائی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی

مدرسہ میں مدرس کے طور پر خدمات انجام دینے لگے جہاں پوری زندگی درس و تدریس میں گزار دی۔ بہت سے علماء نے آپ سے فیض حاصل کیا جن میں مولوی حافظ امیر الدین صاحب تھے جو قیام پاکستان کے وقت حویلی لکھا کے قریب موضع چک گیاناہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور اسی موضع میں تبلیغ دین کرتے ہوئے ۱۹۵۶ء میں رحلت فرما گئے۔ یہ حافظ امیر الدین صاحب کافی عرصہ تک مدرسہ دارالہدیٰ موہل میں بطور مدرس بھی خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔ مولانا عبدالحق مرحوم سے استفادہ کرنے والوں میں مولانا عبدالجلیل سوتروی حصار مولانا محمد صدیق مولیاں والا ضلع فیروز پور، مولوی محمد سلطان موہلی مدرس مدرسہ دارالہدیٰ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ فن خطابت میں مہارت تامہ حاصل تھی، دن رات تبلیغ دین میں منہمک رہتے، اپنے ماحول میں ایک محرک عالم دین کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ تدریس و خطابت کے علاوہ شعبہ تصنیف و تالیف سے خاصہ شغف تھا۔ چنانچہ درج ذیل چند کتب یادگار ہیں:

① نوائے حق: یہ کتاب اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر تحقیقی مواد پر مشتمل ہے۔ اردو کے علاوہ اس میں پنجابی اشعار بھی لکھے ہیں اس کے علاوہ بقول ان کے صاحبزادہ مولوی محمد حسین صاحب مرحوم تین مجموعے غیر مطبوع ہیں جو ان کے پاس محفوظ تھے۔

② شمشیر حقانی جہاد لسانی المعروف مناظرہ رانیوال: یہ کتاب پنجابی اشعار میں چند عنوانات پر مناظروں سے متعلق ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تختییل فاضلکا (موجودہ ضلع) ضلع فیروز پور میں ایک گاؤں موضع ”رانیوال“ کے نام سے موسوم ہے۔ جہاں ۱۳۳۹ھ میں مختلف مسائل پر مابین عالمین بالحدیث و مقلدین حنفیہ کے چند عنوانات پر مناظرے ہوئے۔ علماء من جانب مقلدین: مولوی عبدالجبار ڈربی والا ضلع حصار مولوی عبدالفتاح موضع قبر والا، مولوی روشن دین محمد پوری، مولوی خیر محمد جالندھری بھولے والا، مولوی خیر الدین سرلہ ضلع حصار

مصنف خیر الاسلام تھے اور من جانب عالمین بالحدیث مولوی عبدالحق موہلی، مولوی قطب الدین موہلی، مولانا محمد علی لکھوی، مولوی محمد عطاء اللہ لکھوی، مولوی محمد عبداللہ کھپیا نوالی، مولوی محمد زکریا غزنوی منڈی بھولے والا، مولوی محمد اسماعیل الہ آبادی وغیرہم تھے۔

پہلا مناظرہ: جس کا عنوان استواء علی العرش کا اثبات اہل حدیث کے ذمہ تھا اور احناف نے اس کی نفی کرنا تھی۔ اس کے لیے مناظر من جانب اہل حدیث مولوی عبدالحق موہلی تھے۔ اور مقلدین کی طرف سے مولوی عبدالجبار ڈربی والا تھے۔ مولوی عبدالحق صاحب نے قرآن مجید کی سات آیات تلاوت فرما کر اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا ثابت کیا۔ جب کہ مولوی عبدالجبار اپنے موقف پر کوئی آیت قرآنی اور حدیث نبوی پیش نہ کر سکے اور مناظرہ کج حق اہل حدیث اختتام کو پہنچا۔

مناظرہ دوم: دوسرے روز اسی اجتماع میں بعنوان تقلید مذہب معین مناظرہ ہوا جس میں منجانب اہل حدیث مناظر کے طور پر مولانا محمد علی لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اور مقلدین کی طرف سے مولوی عبدالفتاح سکھنہ والا مناظر ہوئے اس عنوان پر مولوی عبدالحق کے چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں جن کے پڑھنے سے حقیقت واضح ہو جائے گی۔ مولانا محمد علی لکھوی نے یہ سوال کیا:

تقلید معین دسیں فرض یا واجب سنت آئی
ثبوت قرآن حدیثوں دیدے شروع کتھوں ایہ پائی
حنفی اکھیا اساڈا خاص ثبوت اجماع ایہ آیا
ہور جواب نہ لھے کوئی ایہو سبق پڑھایا
عارف صاحب آکھن سنہ تاریخ اجماع بتاویں
بھی نام نشان اجماع والیاندا شہر دیہات سناویں
ہور زندیاں مجمع کیتا ہے یا مردیاں ایہ تقلیدی
یا اج کل گھر اپنے وچہ بیٹھ بنایا جبل قلیدی
پر حنفی کوئی جواب نہ آوے ایہو عذر بناوے
اہل حدیثاں دا اجماع اسانوں دسیا جاوے

اس کے بعد مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وحدیث سے تقلید کا رد بیان فرمایا اور حنفی عالم نے قرآن کی دو آیات سے تقلید ثابت کرنا چاہی جس کی حقیقت ان اشعار میں واضح کی گئی ہے:

پھر حنفی کہیا قرآن دے اندر ہے تقلید ضروری
فاسئلوا اہل الذکر دلیل بیان اساڈی پوری
تے من اناب الی ایت پڑھ کر ات سنائی
عارف صاحب سن تقریر تے بولیا شیر خدائی
کل شان نزول آیات الہی کھول بیان سنایا
تقلید معین ثابت ناہیں عام حکم فرمایا
تے من اناب دے اندر من دا حرف جو استھے آیا
دسدے معرفہ ہے یا نکرہ علموں پھر آزمایا
از ص: ۶

لیکن مولوی عبدالفتاح اس کا جواب دینے سے گریز کرتے رہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ اہل حدیث ہو گئے۔

مناظرہ سوم: مولانا محمد علی لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی عبدالفتاح کے درمیان بعنوان فاتحہ خلف الامام ہوا جس کی روئداد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

فاقرؤا ما تیسر آیت کر تفسیر سنائی
سبع مثانی دو جی نال قرآن گواہی
اس آیت وچوں دیکھ عموم ثبوت قرآن آیا
سن مقتدی نور انوار ثبوت اصول دیکھایا
فاقرؤا تھیں عام قرات سارے اسوچ آئے
امام اکیلا مقتدی سب ایس دیوچ سمائے
تے خاص ہون دیکا دن صاف حدیثوں کڈھ دکھایا
پانچہ الحمد نماز نہ ہرگز سرور خود فرمایا
حنفی نوں پھر عارف صاحب کر کے سوال الاون

دسدے عام یا خاص ایہ آیت علم اسدا آزماون
ایہ پنج ست وار سوال کیتا پر دیوے جواب نہ کائی
اوڑک آکھیا حنفی نے تساں میری جان گھبرائی
از ص: ۷

اس کتاب کے صفحہ ۵ پر علمائے کرام کے شہادتیں دستخط ہیں۔ جن میں مولانا ابوسعید قطب الدین موبہوی، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا محمد اسماعیل الہ آبادی، محمد زکریا غزنوی، محمد عطاء اللہ لکھوی، مولوی محمد عبداللہ کھپیانوالی رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی درج ہیں۔ یہ کتاب محرم الحرام ۱۴۴۰ھ کو حافظ ابوعبدالجبار محمد امیر الدین مدرس مدرسہ موبہلاں سکینہ علیکا تحصیل سرلہ ضلع حصار کے اہتمام سے پنجابی انسٹیٹیوٹ پریس لاہور سے طبع ہوئی۔

وفات: مولانا عبدالحق اسی (۸۰) سال کی عمر تک قرآن وسنت کی اشاعت وترویج کرتے رہے اور ۱۹۴۱ء میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ اللہم اغفرلہ

پسماندگان: آپ کثیر العیال تھے، صاحبزادگان میں

① مولانا عبدالشکور بہت جید عالم دین تھے، اپنے مدرسہ میں مولوی محمد سلطان سے استفادہ کیا، فنون کی کتب منچن آباد میں مولوی غلام مصطفیٰ صاحب سے قرات کیں، سند حدیث مدرسہ رحمانیہ دہلی اور مولانا محمد عبداللہ کھپیانوالی سے حاصل کی۔ مختلف مقامات پر زندگی بھر خطابت کرتے رہے۔ چک 165-L-9 میں بہت عرصہ خطیب رہے اور وہیں وفات ہوئی۔

② مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے والد اور مولوی محمد سلطان سے تعلیم حاصل کی زندگی کا اکثر حصہ بطور خطیب چک 5-L-72 میں گزارا، اس کے بعد قولہ نزد عارف والا میں رہائش پذیر ہوئے جہاں ان کے ایک بیٹے محمد داؤد مقیم ہیں، اس کے بعد اپنے صاحبزادہ حافظ محمد مقصود صاحب کے پاس ماموں کا نجن میں چلے گئے۔ جہاں ۲۶ مئی ۱۹۸۹ء میں وفات پائی آپ کے پسماندگان میں حافظ محمد

فکر غامدی

تالیف: حافظ محمد زبیر، حافظ طاہر اسلام عسکری
(شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی، لاہور)

صفحات: ۱۲۸، قیمت: ۷۰ روپے (کمپیوٹر کمپوزنگ)
ملنے کا پتہ: مکتبہ خدام القرآن، ۳۶ کے ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 042-5869501-3

سیرت سید البشر کا نفرنس

۲۱۔ اپریل بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی توحید
آباد نزد جلو پارک لاہور کینٹ میں کانفرنس ہوگی۔ مولانا محمد حنیف
ربانی، مولانا عبدالعزیز راشد، یوسف پسوری، یونس آزاد خطاب
کریں گے۔

[قاری عبید اللہ انور، خطیب مسجد ہذا]

مقصود صاحب، ایک عالم دین صالح طبع دین تویم کی اشاعت کا
جذبہ رکھنے والے نوجوان ہیں۔ اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں
جہاں سے (دعوت توحید) کے نام و عنوان سے ایک رسالہ جاری
کر رکھا ہے جس کے ذریعہ نہایت وسیع قسم کے مضامین کی اشاعت
فرما رہے ہیں۔ اللہم زد فزد

۵) مولوی حبیب اللہ صاحب ساہیوال شہر میں مقیم ہیں، اپنے
اسلاف سے تعلیم یافتہ ہیں، خاندان کی آخری نشانی ہیں ان کے
صاحبزادگان میں مولانا محمد اسلم شورش صاحب نہایت متحرک دینی مبلغ
ہیں جنہوں نے عاجز راقم سے بھی چند حروف پڑھنے کی زحمت اٹھائی
ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے چک 5-L 72
میں ایک دینی ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ جہاں اپنے بزرگوں کے مشن کو
زندگی عطا کر رہے ہیں۔

فتح الباری، ارشاد الساری، فیض الباری اور دیگر شروح و حواشی کی روشنی میں صحیح بخاری شریف کی تدریسی انداز میں بہترین اردو شرح

توفیق الباری ————— شرح صحیح بخاری (جلد اول)

سند و متن کی مکمل بحث و تعلیقات و متابعات کی تخریج

علمی حقائق ————— فنی دقائق

صفحات 900
قیمت 620
رعایہ 450 روپے
علاوہ ڈاک خرچ

نیز جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے وسیع علمی رسالہ تراجم الابواب کو بالخصوص
اردو زبان میں پہلی بار اپنے اپنے ترجمہ الباب میں سمودیا گیا ہے

قیمت 250 روپے
علاوہ ڈاک خرچ

بخاری شریف کے فارغ علمائے کرام اپنی سند کی فوٹو کاپی کے ساتھ بطریق الاجازۃ سلسلۃ الشیوخ کی سند
نوٹ: سہ رنگی، بہترین طباعت جو آپ کی دیگر اسناد میں ایک خوب صورت اضافہ ہوگا، حاصل کریں۔

(شیخ الحدیث) مولانا عبدالحمیم جامعہ محمدیہ اوکاڑا۔ فون: 0442-524259

مولانا حکیم محمد اسحاق جوار رحمت میں

محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد

حاصل کی۔

حکیم صاحب دو سال طبیہ کالج لاہور میں پڑھتے رہے اور وہاں سے فاضل الطب کی سند حاصل کی۔ دینی و طبی تعلیم سے فراغت کے بعد وہ اپنے گاؤں آگئے اور انھوں نے اپنے تایا محترم کے ساتھ مل کر دعوت و تبلیغ کا کام کرنا شروع کیا۔ گاؤں میں نہ تو کوئی اہل حدیث مسجد تھی اور نہ ہی اتنے اہل حدیث افراد کہ اپنی الگ مسجد تعمیر کر سکیں۔ جب کہ دوسری طرف احناف ان کو اپنی مسجد میں شیخ وقتہ نماز اور جمعہ پڑھنے سے روکتے تھے۔ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مولانا حکیم اسحاق مرحوم آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے ناظم اعلیٰ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو اپنے گاؤں کی جماعتی صورتِ حال اور حالات سے آگاہ کیا۔

مولانا ثناء اللہ علیہ السلام مسلکی معاملات میں بڑے متحرک اور حساس تھے اور وہ ہر آن مسلک کے فروغ اور توحید و سنت کی اشاعت میں سرگرم عمل رہتے تھے۔ انھوں نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے حکیم اسحاق صاحب کو سفارشی خط دے کر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے سیکریٹری کے پاس دہلی بھیجا۔ حکیم صاحب دہلی پہنچ کر کانفرنس کے سیکریٹری سے ملے اور ان کی خدمت میں مولانا ثناء اللہ امرتسریٰ کا خط دیا۔ انھوں نے اس خط کو پڑھا اور دو ہزار روپے مسجد کی تعمیر کے لیے منظور کر دیے۔ اس طرح آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے تعاون سے حکیم صاحب کے گاؤں جھنگڑہ میں اہل حدیث مسجد کی تعمیر ہوئی اور انھیں آزادانہ طور پر توحید و سنت کی آواز بلند کرنے کا



جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم دین، الاعتصام کے قدیم مضمون نگار، مدرسہ غزنویہ امرتسر سے فیض یافتہ، شیخ الحدیث مولانا نیک محمد علیہ السلام کے شاگرد و رشید مولانا محمد اسحاق حویلیاں والے ۲۴۔ فروری ۲۰۰۷ء کو اس دنیائے فانی کو خیر باد کہہ کر فردوس کو روانہ ہوئے۔

مرحوم نہایت نیک اور صالح انسان تھے۔ تمام عمر وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف میں مصروف عمل رہے اور کئی تصانیف یادگار چھوڑیں۔ عرصہ دراز سے وہ تنظیمی اعتبار سے جماعت اسلامی سے منسلک تھے۔

مولانا ابوالکلام کی شخصیت اور ان کی تصانیف سے متاثر تھے۔ علم و ادب اور دینی خدمات ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ میاں یوسف سجاد صاحب نے تذکرہ علمائے اہل حدیث میں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ مولانا محمد اسحاق ۱۹۲۰ء میں بمقام جھنگڑہ حویلیاں ضلع ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام عبداللطیف تھا۔ حکیم صاحب کے تایا مولانا عبدالغنی دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ پہلے وہ حنفی المسلک تھے پھر تحقیق کر کے اہل حدیث مسلک اختیار کر لیا تھا۔

حکیم صاحب مرحوم نے اپنے تایا مولانا عبدالغنی مرحوم کے زیر تربیت رہ کر علم و عمل کی منزلیں طے کیں۔ مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم کے لیے ابتدائی صرف و نحو اور دیگر کتب اپنے تایا مولانا عبدالغنی سے پڑھیں اور پھر مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر کی طرف شہدِ رحال کیا۔ وہاں مولانا نیک محمد اور مولانا محمد حسین ہزاروی علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں رہ کر دینی علوم کی تحصیل کی اور سندِ فراغت

موقع ملا۔

حکیم صاحب وعظ و تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر و نگارش کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ان کی تحریری صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنے میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے لٹریچر اور کتب کا نمایاں کردار ہے۔ حکیم صاحب نے ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کی دہائیوں میں صحیفہ اہل حدیث کراچی اور الاعتصام لاہور میں خوب لکھا اور ان کے بے شمار مضامین ان رسائل میں اشاعت پذیر ہوئے، اور ان کی کئی کتب بھی زیور طباعت سے آراستہ ہوئیں۔ ان کتب کے نام یہ ہیں:

①..... فلاح عالم: ۱۹۶۳ء میں یہ کتاب پہلی بار مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہوئی۔ اس میں نہایت خوب صورتی سے مسئلہ توحید، اتباع سنت اور حجیت حدیث وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اور غیر شرعی رسوم و عادات کا رد کیا گیا ہے۔

②..... اسلام کا معاشی معیار اخلاق، جلد اول دوم: یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں اسلام کے معاملاتی نظام کی برکات کو بیان کیا گیا ہے اور مال و زر کو صحیح جگہ خرچ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

③..... رسالہ نئی نبوت اپنے لٹریچر کے آئینہ میں: اس رسالے میں جھوٹی نبوت کے دعوے داروں کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

④..... دعوت حق: اس رسالے میں علماء کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

⑤..... جمہوریت کے شب و روز: اس رسالے میں اسلامی نظام حکومت اور مغربی جمہوریت کے فرق کو واضح کیا گیا ہے۔

⑥..... اسلام کا نظریہ کسب و اتفاق: اس رسالے میں رزق حلال کمانے اور اسے صحیح جگہ خرچ کرنے کے اصول بتائے گئے ہیں۔

مولانا حکیم محمد اسحاق مرحوم ایک عرصے سے مختلف عوارض میں مبتلا تھے ان کی بینائی بھی بہت کمزور ہو گئی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے دل کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا تھا۔ ان سب بیماریوں کے باوجود وہ صبر و تحمل سے ایام زندگی

20 تا 26 اپریل 2007ء..... (536)..... یکم ربیع الثانی 1428ھ

بسر کر رہے تھے۔ گاہے گاہے ان کے بھتیجے عبدالشکور سے ان کی خیر خیریت معلوم ہوتی رہتی تھی اور سلام و دعا کا بھی تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔ آخر ۲۴ فروری کو حکیم صاحب کی زندگی کی شام ہو گئی اور وہ ۸۷ سال اس دنیا کی نیرنگی کا تماشا دیکھ کر حویلیاں کی سرزمین میں آسودہ خاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بشری خطاؤں سے درگزر فرما کر انھیں جنت الفردوس میں ارفع مقام سے نوازے، آمین یا رب العالمین۔



دعائے مغفرت

مولانا محمد یسین ظفر (پرنسپل جامعہ سلفیہ) کی خوش دامن صاحبہ مختصر علالت کے بعد ہارون آباد میں وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون مرحومہ ایک صالحہ خاتون تھیں۔ انھوں نے بڑی صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی گزاری اور بے حد مہمان نواز تھیں۔ قارئین دعائے مغفرت فرمائیں۔ [ادارہ جامعہ سلفیہ، فیصل آباد]

ضرورتِ رشتہ

بندہ گزٹڈ آفیسر اور ایک سرکاری لاٹبریرین ہے۔ پہلی بیوی موجود اور اس سے دو بچے بھی ہیں۔ پہلی بیوی ان پڑھ ہے۔ خواہش مند ہوں کہ ایک ایسی شریک حیات مل جائے جو گریجویٹ ہو، اور تعلیمی و تصنیفی کام میں معاونت کرنے والی کو ترجیح دی جائے گی۔ ذات پات کی قید نہیں ہے۔ رابطے کے لیے والدین توجہ فرمائیں۔

مہر عبدالشکور سڈھل

گورنمنٹ پبلک لاٹبریری گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ

فون نمبر: 0333-7681296

0302-7889872 - 047-5340406

تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دوسخوں کا آنا ضروری ہے

.....

پیغمبر امن ﷺ

مصنف: شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عباس انجم گوندلوی

ضخامت: ۱۹۲ صفحات

قیمت: ۱۵۰ روپے

ناشر: نوید ضیاء پبلی کیشنز، مسلم دواخانہ، تھانے والا بازار گوجران والا

تبصرہ نگار: عبدالرشید عراقی

سیرت نبوی پر تقریباً ہر زبان عربی، فارسی، اردو، انگریزی، فرانسیسی، بنگالی، پشتو، ہندی وغیرہ پر کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان شاء اللہ العزیز تا قیامت لکھی جائیں گی۔ سیرت نگاروں نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے لکھا۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ کا رسول ایک کامل انسان ہوتا ہے۔ وہ داعی بھی ہوتا ہے اور مصلح بھی، وہ حج بھی ہوتا ہے اور منصف بھی، ضرورت پڑنے پر اس کو جنگیں بھی لڑنی پڑتی ہیں تو اس میں اس کی حیثیت سپہ سالار کی ہوتی ہے۔ وہ بہترین معلم بھی ہوتا ہے۔ اگر مقتدیوں کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو اس کو ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پیغمبر کو جو چیز دوسرے انسانوں سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کا مہبط وحی، حامل کتاب اور لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہونا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ”پیغمبر امن ﷺ“، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عباس انجم گوندلوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ فاضل مصنف نے آنحضرت ﷺ کی یہ خصوصیت بڑی

تفصیل اور دلائل سے ثابت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ہر معاملے میں لوگوں کو امن وامان کا سبق دیا ہے اور لوگوں کو دہشت گردی، لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد برپا کرنے سے سختی سے روکا ہے۔

آنحضرت ﷺ صلح اور امن کے پیغمبر ہیں جو دین لے کر آئے اس کا نام بھی اسی مناسبت سے اسلام ہے۔ یعنی صلح وامن و سلامتی کا مذہب ہے۔

ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ بین الاقوامی اضطراب کا دور ہے۔ کوئی قوم بھی امن کی فضا میں سانس نہیں لے رہی۔ ہر طرف افراتفری ہے، بے چینی ہے، کوئی انسان سکون کی نیند نہیں سو سکتا۔

اگر اقوام عالم آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی طرف رجوع کریں اور اپنے مسائل کا حل آپ ﷺ کے ہی فرمودات میں تلاش کریں تو امن سوزی اور اضطراب کے گھنے بادل آناً فاناً چھٹ جائیں گے۔

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ۱۵۹ عنوانات کے تحت آنحضرت ﷺ بحیثیت ایک داعی پیغام امن عالم پر کتاب اللہ اور حدیث نبوی ﷺ سے روشنی ڈالی ہے۔

یہ کتاب سیرت نبوی ﷺ کے ایک پہلو (امن) پر گراں قدر بڑا مفید اضافہ ہے۔ اس کتاب کا ہر مسلمان کو مطالعہ کرنا چاہیے۔ اور یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہیے۔

مولانا محمد ابراہیم ظہیر صاحب نے یہ کتاب شائع کر کے بڑا مفید اور علمی کارنامہ انجام دیا ہے۔ اور فاضل مصنف شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عباس انجم صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ایک بڑا

مولانا مفتی محمد یوسف قصوری (کراچی) کی گرفتاری

اسلام رواداری اور محبت و اخوت کا درس دیتا ہے۔ مسلمانوں کا بالعموم اور اہل علم کا بالخصوص فرض ہے کہ اسلام کے قاعدے، ضابطے اور تعلیمات کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں پر چل کر ہی تمام مسلمان اخروی و دنیوی فلاح پا سکتے ہیں۔

بڑے ہی افسوس سے یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ روٹنیوں کا شہر کراچی کچھ عرصے سے بعض شر پسند عناصر کی وجہ سے اندھیر نگری کا سماں پیش کر رہا ہے، جنہوں نے کچھ زیادہ ہی ”سرگرمی“ دکھانا شروع کر رکھی ہے، اور جو اپنی سرگرمیوں کی بدولت اپنے علاوہ کسی دوسرے کو شاید مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔

۸۔ اپریل ۲۰۰۷ء کو مسلک حق ”کتاب وسنت“ کے داعی و ترجمان، مقتدر رہنما، مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے امیر اور ممتاز عالم دین مولانا محمد یوسف صاحب قصوری اپنی مسجد میں بعد نماز مغرب درس قرآن و حدیث ارشاد فرما رہے تھے کہ بعض شر پسند عناصر نے اس درس کو معاذ اللہ ”توپین رسالت“ گردانا اور کئی افراد نے تقریباً چالیس افراد کی موجودگی میں ان پر حملہ کر دیا، تشدد کیا اور مسجد پر قبضہ جمائے رکھا، نیز وہاں موجود نمازیوں کو بھی یرغمال بنائے رکھا۔ بعد کی اطلاعات یہ ہیں کہ مقامی پولیس نے مولانا قصوری کو اور یرغمال بنائے گئے نمازیوں کو رہا کر دیا، جب کہ مولانا یوسف کو نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا ہے۔

فرقہ پرستی کا گھن عالم اسلامی کے درخت کو بری طرح کھوکھلا کر رہا ہے۔ اسلام کی ترویج و اشاعت کے نام سے بعض نیم مذہبی قائدین اور ان کے پیروکار اصل دین سے نہ صرف ناواقف ہیں بلکہ رسومات و بدعات کے ذریعے دین میں طرح طرح کے اضافے بھی کر رہے ہیں۔

امن وامان کی داعی اور نام نہاد دہشت گردی کے قلع قمع کی دعوے دار موجودہ حکومت کو چاہیے کہ امن وامان کے مسئلے میں مساوات کا رویہ اپنائے کہ جہاں دوسرے مسالک کے خصوصی تہواروں پر ایمر جنسی نافذ کر کے انتظامیہ کو الٹ رکھتی ہے وہاں علمائے اہل حدیث کو بھی ان کے عقائد و مسلک..... جو کہ کتاب وسنت پر ہی مبنی ہیں..... بیان کرنے کی مکمل آزادی دے، اور ان کی عزت و آبرو اور جان و مال کو مکمل تحفظ فراہم کرے، اور ان فرقہ پرستوں، شر پسندوں اور تعصب اندوزیہ رکھنے والوں کو قانونی حدود کا پابند کرے ورنہ حالات کی خرابی کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہی عائد ہوگی۔ مذکورہ افسوس ناک واقعہ جہاں قابل مذہب ہے وہاں مسلمانوں کے اندر اتحاد کی نعمت کو پارہ پارہ کرنے کی سازش بھی ہو سکتا ہے۔ [محمد سلیم چینیوٹی]

اہل حدیث

تکبیر

ہر شخص کہہ رہا ہے!!!

خدمت اور اعتماد کا سفر

جج و عمرہ سروسز

تکبیر عمرہ گروپ

لاسنس نمبر 3359

سال ہاسال کی کامیاب روایات کا تسلسل

دوران عمرہ قصوری لٹریچر سے رہنمائی

قریب ترین رہائش، اعلیٰ ترین سہولیات

حرمین شریفین میں آپ کا ہم زبان عملہ خدمت کیلئے ہمہ وقت حاضر

تکبیر حج گروپ

جج و عمرہ سروسز

جج و عمرہ سروسز

بغیر قرعہ اندازی یقینی حج گروپ۔ باذن اللہ

تکبیر گروپ کو ایسے حج نور کا امتیاز حاصل ہے جسے شیوخ الحدیث، جدید علماء کرام، ممتاز تہجدار اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب نے ہر لحاظ سے کامیاب قرار دیا اور مکمل مسنون رہنمائی، اعلیٰ خدمات اور شاندار انتظامات پر بھرپور اعتماد اور مسرت کا اظہار کیا۔ الحمد للہ آئندہ حج گروپ اس سے بھی بہتر۔ ان شاء اللہ

Mobile: 0300-8450426

0333-4484837

ٹنارو سنٹر موڈ سمن آباد لاہور

Ph: 042-7525001-2, Fax: 7537604

تکبیر ٹریولز اینڈ ٹورز

چیف ایجنٹ مولانا محمد زبیر عقیل

1428ھ 2007ء 19؍ اپریل 2007ء 24؍ ربیع الاول 1428ھ

سنگِ میل

غنچے بھی مضمل ہیں ، صبا بھی علیل ہے
 یہ دورِ انقلابِ چمن کی دلیل ہے
 رندانِ میکدہ کی عبائیں ہیں چاک چاک
 مینا خراب حال ہے ، ساقی ذلیل ہے
 ہیں ہمرہانِ ست عناصر شکستہ گام
 میرانِ کارواں کی فراستِ قلیل ہے
 حجروں میں نہں رہے ہیں پرانے حرم فروش
 اربابِ انتظام کی غیرتِ علیل ہے
 انساں پہ حکمراں ہیں ہلاکو کے جانشین
 قدرت کے احتسابِ خصوصی میں ڈھیل ہے
 اُسلوبِ شاعری میں بعنوانِ اجتہاد
 اقبال کی زبانِ غزل سنگِ میل ہے
 شورشِ فقیہِ شہر کے چہرے کی آب و تاب
 قرآن کی آیتوں کے لہو کی دلیل ہے